﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک 09 / مئی 2014ء | 10 / رجب 1435 ہجری قمری — 09 / ہجرت 1393 ہجری شمسی | شمارہ 19

بد عملی کا نتیجہ

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے یہ تمہارے اعمال ہیں جن کا مَیں نے حساب کیا ہے۔ میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جس شخص کا نتیجہ اچھا نکلے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور چیز پائے یعنی ناکامی کا منہ دیکھے تو وہ اپنی ہی ذات کو ملامت کرے کہ یہ اس کی اپنی بدعملی کا نتیجہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم الظلم حدیث نمبر: 4674)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام﴾

جولوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔

اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجالاؤ۔

’’ریاکار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مومن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ مسجدوں میں لمبی نمازیں پڑھا کرتا تھا تاکہ لوگ اسے نیک کہیں۔ لیکن جب وہ بازار سے گذرتا تو لڑکے بھی اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے کہ یہ ایک ریاکار آدمی ہے جو دکھلاوے کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس شخص کو خیال ہوا کہ میں لوگوں کا کیوں خیال رکھتا ہوں اور بے فائدہ محنت اٹھاتا ہوں۔ مجھے چاہئے کہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤں اور خالص خدا کی خاطر عبادت کروں۔ یہ بات سوچ کر اس نے سچی توبہ کی اور اپنے اعمال کو خدا کے واسطے خاص کر دیا اور دنیوی رنگ کی نمازیں چھوڑ دیں اور علیحدگی میں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا اور اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھنا چاہا۔ تب وہ جس کوچہ سے گذرتا لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ایک نیک بخت آدمی ہے۔

سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پرواہ نہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پرواہ نہیں رکھنی چاہئے۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکّی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیاداروں کی دوستی میں تو غدر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیادار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں۔ **جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے، اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے، اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔**

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ **نوافل ہر شے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے۔** جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی، بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خَلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو گئے۔ ہر جمعہ میں ہم کوئی نہ کوئی جنازہ پڑھتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اب کرلو۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا﴾ (العنکبوت:70) میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجالاؤ۔ صدقہ خیرات کرو۔ جنگلوں میں جا کر دعائیں کرو۔ سفر کی ضرورت ہو تو وہ بھی کرو۔ بعض آدمی پیسے لے کر بچوں کو دیتے پھرتے ہیں کہ شاید اسی طرح کشوفِ باطن ہو جائے۔ جب باطن پر قفل ہو جائے تو پھر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حیلے کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ جب انسان تمام حیلوں کو بجالاتا ہے تو کوئی نہ کوئی نشانہ بھی ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 505-507۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جاپان کے شہر Ishinomaki میں یادگار ”دعائیہ پارک“ کے قیام کے موقع پر

جماعت احمدیہ جاپان کی خدمات کے اعتراف میں ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ“ کے بورڈ کی تنصیب

انیس احمد ندیم۔نیشنل صدر و مبلغ انچارج جاپان

11 مارچ 2011ء کو شمال مشرقی جاپان میں ایک شدید زلزلہ آیا، جس کے بعد آنے والی تسونامی تاریخ کی بدترین تباہیوں میں سے ایک تھی۔اس زلزلہ سے اموات کے لحاظ سے Ishinomaki شہر سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ جماعت احمدیہ جاپان اور ہیومنٹی فرسٹ کو زلزلہ کے بعد مسلسل چھ ماہ تک متاثرین کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔خدمتِ خلق کے میدان میں ان عاجزانہ خدمات کی بدولت اس علاقہ میں اسلام کا نام متعارف ہوا اور اسلام کے بارہ میں لوگوں کے خیالات یکسر بدل گئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ جاپان کے موقع پر اس شہر سے ایک ممبر پارلیمنٹ Mr Yoshiaki Shoji صاحب جو اس وقت متاثرین کے کیمپ کے انچارج تھے، ایک ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے حضور انور کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور جماعت احمدیہ و ہیومنٹی فرسٹ کی ان خدمات پر حضور اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

تسونامی کی نذر ہو جانے والے افراد کے لواحقین اپنے پیاروں کی یاد میں بکثرت اس علاقہ میں جمع ہوتے، کچھ لمحے خاموشی اختیار کرتے اور پھول وغیرہ رکھ کر بچھڑنے والوں کو یاد کرتے ہیں۔

گزشتہ سال ایک بدھسٹ ٹیمپل نے یہ پیشکش کی وہ ایک جگہ مخصوص کرنا چاہتے ہیں تاکہ زائرین وہاں جمع ہو کر اپنے عزیز و اقرباء کے لئے دعا کر سکیں اور اپنے غموں کے بوجھ ہلکے کر سکیں۔مختلف میٹنگز اور غور و خوض کے بعد یہ طے پایا کہ اس شہر کے سب سے بڑے بدھسٹ ٹیمپل کا ایک گوشہ اس کے لئے مخصوص کیا جائے اور اس کا نام ”دعائیہ پارک“ رکھا جائے ۔ اس دعائیہ پارک میں ہر مذہب کی نمائندگی میں کوئی علامتی نشان نصب کیا جائے تاکہ مذہب کی تفریق سے بالا تر ہو کر لوگ یہاں جمع ہوں اور اپنے اپنے رنگ میں دعا کر کے اپنے دلوں کے بوجھ کو ہلکا کر سکیں۔

Ishinomaki شہر میں Sankouji کے نام سے معروف یہ سب سے بڑا اور صدیوں پرانا بدھسٹ ٹیمپل ہے ۔2011ء کے زلزلہ اور تسونامی میں اس ٹیمپل کے گردونواح کے سو فیصد گھر غرقاب ہو گئے تھے۔تسونامی کے بعد دلائی لامہ سمیت مشہور مذہبی و سیاسی راہنما اظہار یکجہتی کے لئے اس علاقہ اور ٹیمپل کا دورہ کر چکے ہیں۔

21 اپریل 2014ء کو اس دعائیہ پارک میں ”لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ کا ایک خوبصورت بورڈ نصب کرنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں

جماعت احمدیہ جاپان کی جانب سے نصب کی جانے والی کلمہ طیبہ پر مشتمل یادگار کا ایک منظر

دلائی لامہ کے نمائندہ، جاپان کے بدھسٹ بھکشو، شنتو ازم کے پریسٹ، رومن کیتھولک، پروٹسنٹ اور آرتھوڈکس عیسائیوں کے پادری صاحبان بھی شریک ہوئے۔تمام نمائندگان نے خوبصورت عربی زبان میں لکھے ہوئے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے الفاظ میں گہری دلچسپی لی۔

اس موقع پر تمام نمائندگان نے اپنے اپنے مذہب کا تعارف کروایا۔خاکسار کو اسلام کا تعارف کروانے کی توفیق ملی ۔اسلامی تعلیم کا تعارف کرواتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں انسانیت کی خدمت کرنے کی تعلیم ملی ہے اور ہمارے عقیدہ کے مطابق حضرت بدھ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغامبر تھے اور قرآن کریم دوسرے مذاہب اور ان کے مذہبی راہنماؤں کی عزت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ اسی حقیقی قرآنی تعلیم کا پرچار کر رہی ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کے ذریعہ ساری دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے۔

ایک پروٹسٹنٹ پادری Yoshio Mr Iwamura نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور سے ملاقات اور آپ کے خطاب کا بھی ذکر فرمایا نیز امنِ عالم اور خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اس تقریب کے اختتام سے قبل خاکسار نے تجویز پیش کی کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ایک مذہبی کانفرنس کا خیال پیش فرمایا ہے جس میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان ہوں۔آج اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ مذہب کو ماننے والے مذہب میں دلچسپی نہ رکھنے والوں کو یہ پیغام دیں کہ مذہب تفرقہ بازی اور اختلاف نہیں سکھاتا بلکہ مذہب تو انسانوں سے ہمدردی اور دوسروں کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ہمیں اس مذہبی ہم آہنگی کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہمیں اس مقام پر ہر سال ایک بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنی چاہیے۔

تمام مندوبین نے اس تجویز میں غیر معمولی دلچسپی ظاہر کی اور متفقہ طور پر اگلے سال اپریل کے مہینہ میں پہلی بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا ۔ اس بدھسٹ ٹیمپل کے Monk نے کہا کہ مجھے یہ تجویز بہت پسند آئی ہے اور مَیں ہر سال اس کی میزبانی کرنے کے لئے بھی تیار ہوں بلکہ اپنی بدھسٹ تقریبات کے بجائے اس طرح کے ماحول میں بات چیت کو زیادہ بہتر محسوس کر رہا ہوں ۔شنتو ازم اور عیسائیت کے نمائندگان نے بھی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے پہلی کانفرنس میں شرکت کا اعلان کیا۔

دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اس ”دعائیہ پارک“ کا قیام اور ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے بورڈ کی تنصیب ارض جاپان کے لئے بہت مبارک ثابت ہو، اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کی برکت سے یہ پارک اور علاقہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رکھے اور اس علاقہ کے لوگ اپنے خالق و مالک کو پہچانتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والے ہوں۔آمین

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ گیمبیا کے زیر اہتمام

قرآن کریم، دیگر لٹریچر اور تصویری نمائش

رپورٹ: Baba F. Trawley امیر جماعت، گیمبیا (ترجمہ: سعود رفاقت)

اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ۔ جماعت احمدیہ مسلمہ گیمبیا نے ایک خوبصورت اور پرکشش قرآن پاک کی نمائش ہفتہ یکم مارچ سے اتوار 16 مارچ 2014ء تک منعقد کروائی۔

☆ نمائش ملک کے سب سے بڑے انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر میں کروائی گئی۔ یہ اس بین الاقوامی جلسہ کا ساتواں مرحلہ تھا جو کہ گیمبیا چیمبر آف کامرس اور GCCA انڈسٹری کے تعاون سے منعقد ہوا تھا۔اس میں بہت ساری کاروباری تنظیموں نے بھی شمولیت کی جو کہ پاکستان سمیت افریقی اور ایشین ممالک سے تعلق رکھتی تھیں۔اس سال 260 سے زائد سٹال لگائے گئے۔

☆ ٹریڈ فیئر میں جناب عزت مآب نائب صدر نے شمولیت کی اور اس کی عزت افزائی کی۔ وہ اپنے بعض وزراء کے ساتھ سٹالز کے پاس سے گزریں۔اس سال انہوں نے السلام علیکم کیا اور وقت کی کمی اور صحت کی خرابی کی وجہ سے ہمارے سٹال کو تفصیلی طور پر وزٹ نہ کر سکیں۔

☆ اس نمائش کے آغاز میں مشنری انچارج آف گیمبیا کا ایک انٹرویو جو کہ قرآن نمائش کے انچارج بھی ہیں ان کا انٹرنیٹ کے ذریعے چلایا گیا۔اس انٹرویو میں نمائش کا تعارف کروایا گیا۔اور لوگوں کو دعوت دی گئی کہ وہ قرآن کریم کے تراجم اور جماعتی لٹریچر کی نمائش کو دیکھنے کے لئے آئیں، جماعت نے unique FM ریڈیو پر اس میں ایک پروگرام بھی کیا۔

☆ اس نمائش کے سٹالز بہت موزوں جگہ پر لگائے گئے۔ اور نمائش کے ان 16 دنوں میں ہزاروں لوگوں نے نمائش دیکھی۔اور جماعت کے 70 مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کے کام کو بہت سراہا۔

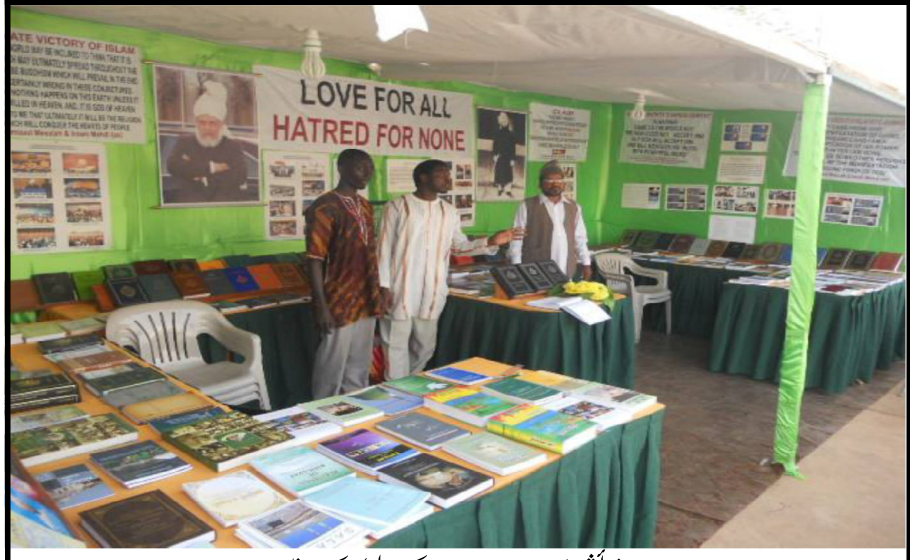

نمائش میں جماعت احمدیہ کے سٹال کا ایک منظر

☆ بہت ساری دیگر شخصیات نے بھی نمائش کا دورہ کیا اور اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کیا۔

☆ لوگ صرف اس نمائش کو دیکھ ہی نہ رہے تھے بلکہ قرآن پاک کے تراجم 3 مقامی زبانوں Mandinka, Wolof اور Fula میں خرید بھی رہے تھے۔

☆ جماعت کی کتابیں جیسا کہ نماز، یسرنا القرآن اور اسلامی اصول کی فلاسفی بھی بہت زیادہ تعداد میں فروخت ہوئیں۔

☆ جماعت کی بہت سی دیگر کتب بھی سٹالز پر انتہائی کم نرخ پر موجود تھیں۔

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crises and the Pathway to Peace انگلش اور فرنچ تراجم سے لوگ از حد متأثر تھے نیز اس کے تراجم کو کثرت سے لوگوں نے خریدا۔بعض عیسائی پادریوں نے بھی جماعتی کتب خریدیں۔

☆ قرآن کریم کی نمائش میں سب سے زیادہ قابل توجہ MTA کے چلائے جانے والے پروگرامز تھے۔ بہت سارے لوگوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک چہرے کو دیکھ کر ایک جماعت ایک امام اور بین المذاہب کانفرنس، امن کانفرنس اور دیگر مختلف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب سن کر برکت حاصل کی جو کہ dvd کے ذریعے چلائی گئیں۔

☆ ہمارے سٹالز پر خلفاء کی تصاویر بڑے سائز میں موجود تھیں۔اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر مرکزی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ اکثر ناظرین نے کہا کہ ہم تصویر

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر297

مکرم اسامہ بن دومہ صاحب

میرا تعلق الجزائر سے ہے۔ میری کہانی شاید دیگر احباب سے کسی قدر مختلف ہے۔میں یونیورسٹی میں سائیکالوجی کا طالبعلم تھا۔میں نہ صرف علمی وعقلی سوچ رکھتا تھا بلکہ اوائل عمری سے ہی مجھے غیر منطقی خیالات وبے سروپا افکار سے نفرت تھی۔ اسی طرح ایمان کے نام پر پھیلائے جانے والے غیر معقول خیالات سے بھی مجھے سخت چڑ تھی۔الجزائر کا معاشرہ جنّوں کے بارہ میں طرح طرح کے خرافانہ تصورات سے بھرا پڑا ہے لیکن میں نے اپنے حلقہ میں ایسے مروّجہ افکار کے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہوا تھا۔علاوہ ازیں مذہب کے نام پر خون اور کسی کے آسمان پر چڑھ جانے جیسے عقائد بھی میری سیکولر سوچ سے متصادم تھے۔

مذہب اور سائنس

یونیورسٹی میں بعض دینی جماعتوں سے وابستہ طالبعلم بھی تھے میری ان کے ساتھ اکثر مختلف دینی مسائل پر بات ہوتی تو میں سائیکالوجی کے حوالے سے ان سے بات کرتا، میرے ساتھ بات کر کے اکثر ان کی حیرانی اور بے بسی میں اضافہ ہی ہوتا۔میرا خیال تھا کہ مذہب کو سائنس سے متصادم نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے مروجہ عقائد وخیالات کو علم کی کسوٹی پر رکھنے کی ضرورت ہے۔

بعض اوقات میری دینی لحاظ سے بعض ایسے لوگوں سے بھی بحث ہوتی جنہوں نے اپنے آباء واجداد سے بعض عقائد کو وراثت میں لیا اور کبھی انکی حقیقت کے بارہ میں سوچا بھی نہ تھا۔جب میں انکی دیومالائی کہانیوں کا علمی لحاظ سے ردّ کرتا تو وہ اکثر کہتے کہ تمہاری بات ٹھیک اور قابلِ قبول ہے لیکن کیا کریں یہ دین ہے اور یہ جیسا ہے اسے اسی طرح ہی قبول کرنا پڑتا ہے۔

میرے بعض عجیب سوال

میرے والد صاحب کھلے ذہن کے انسان ہیں، وہ اپنی زندگی میں متعدد دینی جماعتوں سے منسلک رہے اور بے شمار دینی تجارب سے گزرے ہیں۔ میں اپنے سیکولر اور بعض اوقات ملحدانہ خیالات کی بناء پر ان کے ساتھ اکثر بحث کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ختم نبوت کے بارہ میں میری اپنے والد صاحب کے ساتھ بڑی گرم بحث ہوئی۔ میرا موقف یہ تھا کہ کیا خدا تعالیٰ کے عدل کا تقاضا نہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے انبیاء اور مصلحین بھیجتا رہے؟ ہمیں یہ سزا کیوں ملی ہے کہ ہماری قسمت میں کوئی نبی نہیں؟ ہم سے یہ کیوں مطالبہ کیا جاتا ہے کہ آپ پرانے انبیاء اور انکے ماننے والوں کے قصے پڑھتے رہو لیکن ہمیں ان جیسا بننے کے لئے کوئی موقعہ نہیں دیا گیا؟

والد صاحب نے جواب دیا کہ یہ واقعی ایک حسّاس پہلو ہے جس کا انکے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ بلکہ یہ انکے لئے بھی ایک ناقابل حل پہیلی ہے۔

والد صاحب کی یہ بات میرے ذہن میں اٹک کر رہ گئی۔ اور میں اپنے علمی مذاق کی بناء پر اکثر سوچا کرتا تھا کہ نہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، نہ آپ کے معجزات دیکھے، پھر ہم سے ان لوگوں جیسے ایمان کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے جنہوں نے یہ تمام امور بچشمِ خود دیکھے اور انکے گواہ بنے۔ اگر اب وحی منقطع ہوگئی ہے تو پھر ہمیں کیسے پتہ چلے کہ وحی کیا ہوتی ہے؟

وحی والہام کے بارہ میں شکوک

سائیکالوجی کے مطالعہ کی بناء پر میرا خیال تھا کہ وحی انسانی کیفیتِ دماغی کا نتیجہ ہے، یا بعض بیماریوں میں انسان ایسی حالت سے دوچار ہوجاتا ہے کہ اسے آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں۔اس لحاظ سے میں یہ سوچتا تھا کہ جن مخالفین نے حقیقی وحی کے مظاہر اور دلائل ملاحظہ نہیں کئے وہ یقیناً اسکی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں، لہذا وہ وحی کے انکار کرنے اور انبیاء کو نفسیاتی مریض سمجھنے میں حق بجانب ہیں۔

تبصرہ

مکرم اسامہ صاحب کی یہ بات درست نہیں ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس سوچ کا بھی ردّ فرمایا ہے۔اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’بے شک ایسا بھی ہوتا ہے مگر یہ کہنا کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے اور کبھی باہر سے الہام نہیں ہوتا، غلط ہے۔ کیونکہ نبیوں اور مؤمنوں کے بعض الہام ایسے علوم پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں انسانی دماغ دریافت نہیں کرسکتا۔مثلاً ان میں آئندہ زمانہ کے متعلق بڑی بڑی خبریں ہوتی ہیں۔

دوسرا جواب اس کا آپؑ نے یہ دیا کہ اگر کیفیتِ دماغی سے یہ مراد ہے کہ الہام بگڑے ہوئے دماغ کا نتیجہ ہوتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ الہام پانے والے لوگ بہترین دماغ رکھتے ہیں۔ان کے دماغوں کا بہترین ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ الہام بگڑے ہوئے دماغ کا نتیجہ نہیں ہوتا۔

مجھے تعجب ہے کہ جو لوگ الہام کو دماغی بگاڑ کا نتیجہ سمجھتے ہیں وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ انسانی دماغ بڑھاپے میں کمزور ہوجاتا ہے لیکن نبیوں پر بڑھاپے کا کبھی کوئی اثر نہیں ہوا، بلکہ انکے الہامات میں زیادہ شوکت پیدا ہوتی جاتی ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم جلد10 ص142)۔ندیم

جماعت سے تعارف

میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں کچھ نہ جانتا تھا۔ لیکن 2008ء سے میں نے دیکھا کہ میرے والد صاحب ایم ٹی اے 3العربیہ نامی ایک چینل بڑے انہماک سے دیکھتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کوئی دینی یا سیاسی چینل تھا۔لیکن ایک روز چھٹی کے روز میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ اس چینل کے بعض پروگرام دیکھے اور اس کے بارہ میں ان سے پوچھا تو والد صاحب نے بتایا کہ یہ اسلامی چینل ہے جو اسلام کے ایک تجدیدی منہج کی طرف بلاتی ہے۔ہم ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر ٹی وی پر دکھائی گئی۔ میں نے یہ تصویر اور اسکے نیچے لکھے نام کو پڑھ کر کسی قدر تعجب کا اظہار کیا، میرے والد صاحب نے فرمایا کہ اس چینل والوں کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور جس شخص کی یہ تصویر ہے وہ مہدی کے علاوہ مسیح بھی ہے۔میں نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی شیعہ چینل ہے۔لیکن ایک شخص کے ہی مسیح ومہدی ہونے پر مجھے بہت تعجب ہوا۔

صبحِ نو

اگلے روز کام پر گیا تو نہ جانے کیوں مجھے اس جماعت کا خیال آ گیا اور میں نے اس کے بارہ میں کچھ جاننے کی خاطر انٹرنیٹ پر تلاش شروع کر دی۔ میں مختلف دینی جماعتوں کو پرکھنے کیلئے ایسے امور ومسائل کے بارہ میں ان کی تعلیم وتفسیر کو دیکھتا تھا جن پر عقلی اور علمی طور پر اعتراضات وارد ہوتے تھے، جیسے جنّ، اصحابِ کہف وغیرہ۔چنانچہ اس خیال سے جب میں نے جماعت کی عربی ویب سائٹ پر تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو یہاں ایک عجیب عالم دیکھا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ لمحہ میرے زندگی کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا جس نے غفلت کی زندگی سے جگا کر ایمان کی صبحِ نو سے روشناس کرا دیا۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر میری علمی پیاس بجھانے لگی اور مجھے میرے تمام سوالوں کا جواب ملنے لگا۔ میں نے چند دنوں میں ہی عربی ویب سائٹ سے بہت کچھ پڑھ لیا۔ جب مجھے پتہ چلا کہ یہ عقائد اور اطمینان بخش تشریحات مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام لے کے آئے ہیں تو یہ مانے بغیر کوئی چارہ نہ رہا کہ یہ کوئی عام شخص نہیں بلکہ ضرور خدا کا نبی ہے کیونکہ ایسے عظیم روحانی مفاہیم پیش کرنا کسی کے ذاتی اجتہاد کی بات ہرگز نہیں ہوسکتی۔ نیز یہ کہ تفسیر کبیر اس عظیم شخص کے بیٹے کی عظمتِ شان پر دلیل ہے۔

یہ سب کچھ سوچ کر میں نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی جس میں نعمتِ ایمان ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی سابقہ ہرزہ سرائیوں سے تائب ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

میرے اہل خانہ دینی لحاظ سے متشدد نہیں ہیں۔اس لئے میری بیعت کی کسی نے بھی مخالفت نہ کی، بلکہ سب نے اسے سراہا کیونکہ ایم ٹی اے العربیہ پر بیان کئے جانے والے امور کو وہ پہلے ہی پسند کرتے تھے۔

بیعت کے بعد انشراحِ صدر

بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ میرے ثباتِ قدم اور مزید انشراحِ صدر کا سامان بھی کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی اور وسیع مسجد میں داخل ہوتا ہوں جہاں مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کھڑے نظر آتے ہیں۔آپ کے ساتھ ایک سیاہ فام شخص بھی کھڑا ہے، خواب میں ہی مجھے اس بات کی تفہیم ہوتی ہے کہ یہ حضرت بلال حبشیؓ ہیں۔میں ان کے پاس جا کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ کیا یہ شخص صالح ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: یہ بہت عظیم صالح انسان ہے۔پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا کبھی کوئی اسکی زیارت کے لئے بھی آیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اسکی زیارت کے لئے تو ہزاروں لوگ آ چکے ہیں۔

اس رؤیا کے بعد میں مطمئن ہوگیا اور میرے مولا کی طرف سے تسکینِ قلب وانشراح صدر کی نعمت عطا ہوئی۔

کلیدِ خیرِ کثیر

میرے مالی حالات اتنے زیادہ اچھے نہ تھے۔قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل مجھ پر بارش کی طرح برسنے لگا۔ یہ سب کچھ ایک رؤیا کے بعد ہوا۔

میں نے اس رؤیا میں خود کو ایک وسیع چوک میں دیکھا جہاں سے بہت سے راستے نکلتے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اس چوک پر اگر میں اپنی دکان کھول لوں تو بہت منافع بخش ہوسکتی ہے۔ جب آگے بڑھتا ہوں تو اس جگہ کو دکانوں سے بھرا ہوا پاتا ہوں۔ وہاں پر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں آپ بآوازِ بلند پکارتے ہیں کہ لوگو! میری طرف آ جاؤ۔ چنانچہ لوگ جوق در جوق آپ کی طرف لپکنا شروع ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ پورا چوک لوگوں سے بھر جاتا ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مجھے ایک جھونپڑی کے پاس لے جاتے ہیں اور میری توجہ اس جھونپڑی کے اوپر لٹکے ایک بورڈ کی طرف مبذول کراتے ہیں جس پر جلی حروف میں ’’مسجد‘‘ لکھا ہوتا ہے۔

اس رؤیا میں شاید مسجد اور عبادت کو ہمیشہ مدنظر رکھنے کا پیغام تھا اور میں نے ایسے ہی کیا لہذا اسکے بعد مجھ پر خدا تعالیٰ کے افضال خیر کثیر کی شکل میں نازل ہونا شروع ہوگئے۔

شادی

میں کچھ عرصہ سے اپنی شادی کے بارہ میں سوچ رہا تھا اور کسی فیصلہ پر نہ پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سلسلہ میں بھی میری راہنمائی فرما دی۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میرے پاس کچھ سیب ہیں جو میں ’’نسیبہ‘‘ نامی اپنی ایک رشتہ دار لڑکی کو دیتا ہوں تو وہ اسے قبول کر لیتی ہے اور اسکے بدلے میں مجھے شیرینی دیتی ہے۔

اس رؤیا کے آٹھ ماہ بعد میرے رشتے کی بات ایک سیرین احمدی لڑکی سے چلی اور بہت کم مدت میں بات پکی ہوگئی۔ عجیب بات یہ ہے کہ رؤیا کے عین مطابق اس احمدی لڑکی کا نام بھی ’’نسیبہ‘‘ ہے۔ اور غیر معمولی طور پر ہماری شادی سے متعلق تمام امور مکمل ہوگئے اور جو بھی روک آئی وہ خدا کے فضل سے فوراً دور ہوگئی۔

خلیفۂ وقت سے رؤیا میں معانقہ

ایک رؤیا میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیکھا۔ آپ کسی قدر تھکے ہوئے نظر آتے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپ نے اپنے بازو کھول دیئے اور ایسے معانقہ فرمایا کہ جس کی لذت آج بھی مجھے نہیں بھولتی۔ پھر میں خواب میں ہی کچھ دیر بعد دیکھتا ہوں کہ آپ ایک بڑی جماعت کو کھانا اور قسما قسم کے مشروبات پیش فرما رہے ہیں۔

آخر پر یہی کہتا ہوں کہ وہ ایمان جو مفقود تھا اسے حضرت امام مہدی علیہ السلام ثریا سے لے آئے ہیں۔ اور اس ایمان کو قبول کرنے کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا نزول ہوتا ہے اور ہو رہا ہے۔ ان نعمتوں اور فضلوں کو نہ تو قبل ازیں ہم محسوس کر سکتے تھے نہ ہی اس کی توقع تھی۔ ان برکات سے معمور ایمان کی حلاوت کا اندازہ تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قبول کرنے کے بعد ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کا سچا تابع اور خادم بنائے اور تمام دنیا کو اس خیرِ کثیر کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

اسلام کے اصولِ حکومت

(تحریر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الکافرون کی آیت لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيَ دِيْنِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لفظ دِيْن کے ایک معنے اَلْمُلْكُ وَالْحُكْمُ یعنی بادشاہت اور حکومت کے ہیں۔ اس مفہوم کے لحاظ سے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيَ دِيْنِ کے یہ معنے ہوں گے کہ اے اسلام کے منکرو! تمہارا طریق حکومت اور اصول حکومت اور ہے اور میرا طریق حکومت اور اصول حکومت اور ہے۔ یعنی تمہارے ہاں استبداد جائز ہے۔ لیکن میرے نزدیک ہر فرد کو حکومت میں رائے دینے کا حق ہے۔ اور انتخاب کا طریق جائز ہے۔ تم لٹھ بازی سے کام چلاتے ہو اور اپنے جتھوں کے سہارے ملکوں پر قبضہ کر لیتے ہو۔ تمہاری حکومتیں اوّل تو نیابتی نہیں ہوتیں اور اگر کہیں ہوں بھی تو سارے ملک کی نمائندہ نہیں ہوتیں۔ تم اپنی حکومتوں میں اپنے ماتحتوں کے حقوق کا پوری طرح خیال نہیں رکھتے اور اس وجہ سے ہمیشہ تمہارے خلاف ملکوں میں بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں اور رعایا اور حکومت کی چپقلش رہتی ہے۔ تم میں سے جب کوئی حاکم ہو جاتا ہے تو وہ اپنے مقام کو عام لوگوں سے بہت بلند خیال کرنے لگتا ہے۔ تم لوگ جب کسی دوسری حکومت سے معاہدہ کرتے ہو تو اس کی پروا نہیں کرتے اور جب تمہیں اپنا مفاد ضائع ہوتا نظر آتا ہو تو وہاں فوراً معاہدہ کو توڑ دیتے ہو۔ تمہارے پاس کوئی ایسے صحیح قوانین اور ٹھوس ذرائع نہیں جن سے تمہارے اپنے ملک کے اندر اور تمہارے ہمسایہ ملکوں میں امن برقرار رہ سکے۔ ہم تو ایسی جابرانہ حکومتوں کے خلاف ہیں اور ہم اُن سے لوگوں کو آزاد کروا کر ایسی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق ہو۔ وہ اپنے ملک کی نمائندہ ہو۔ اپنے ماتحتوں کی ضروریات کا پوری طرح خیال رکھے۔ لوگ اس کے ماتحت رہنا فخر و عزت خیال کریں۔ اس میں حاکم و محکوم کے درمیان کوئی خلیج حائل نہ ہو۔ وہ اپنے معاہدوں کی پابندی کرنے والی ہو۔ اور صرف اپنے ملک میں ہی نہیں بلکہ اپنے ہمسایہ ملکوں میں بھی امن کو قائم کرنے کا فیصلہ کر چکی ہو۔ پس اس اختلاف کے ہوتے ہوئے ہمارے اور تمہارے درمیان اتحاد فی العبادۃ کیونکر ہو سکتا ہے۔ تمہاری عبادت کے نتیجہ میں دنیا میں ظلم کے راستے کھلتے ہیں اور میری عبادت ظلم کے راستوں کو بند کرتے ہوئے امن کی علمبردار ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب سورۃ کافرون نازل ہوئی تھی۔ اس وقت تو مسلمانوں کی حالت نہایت کمزور تھی اور وہ مکّہ میں جا بجا ماریں کھاتے پھرتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کو یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم ایسی حکومت قائم کر لیں گے جو امن کا گہوارہ ہو اور جنت کا نمونہ ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں کی حالت نہایت ضعف کی تھی اور ان کے مخالفین جوبن پر تھے۔ عرب میں قبائلی حکومت تھی اور عرب سے باہر دو اہم طاقتیں تھیں۔ (1) کسریٰ ایران کی طاقت (2) اور قیصرِ روم کی طاقت۔ لیکن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ شروع سے ہی بتا دیا تھا کہ جلد ہی مسلمانوں کی ضعف کی حالت طاقت میں تبدیل ہو جائے گی اور وہ ساری دنیا پر چھا جائیں گے اور مسلمان اس وعدے پر پورا یقین اور وثوق رکھتے تھے اور اس دن کو قریب سمجھتے تھے جب ان کی ایک ایسی طاقتور حکومت قائم ہو جائے گی جو جبر و استبداد کا قلع قمع کر کے دنیا میں امن قائم کر دے گی۔ چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ جو یہ وعدہ کیا گیا تھا اس کا ذکر واضح الفاظ میں سورۂ نور میں (جو مدینہ میں نازل ہوئی) کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56) کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم پر ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور ملک میں بادشاہ بنا دے گا۔ وہ ایسی شان اور عظمت رکھنے والے بادشاہ ہوں گے جیسے پہلی منعم علیہ قوموں میں ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کے اعلیٰ اور افضل احکام جاری کر دے گا اور اس وقت جو مسلمانوں کی خوف کی حالت ہے یا آئندہ جو بھی خوف کی حالت پیدا ہو گی اس کو امن میں بدل دے گا۔ یہ بادشاہ میری عبادت کو دنیا میں قائم کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس اِن انعامات کے بعد جو میری نعمتوں کی ناشکری کرے گا اور صحیح طریقِ حکومت کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرے گا وہ فاسق ہو گا۔

مذکورہ بالا آیات میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ یعنی وہ ان کو ملک میں خلفاء بنا دے گا۔ خلیفہ کی جمع ہے اور خلیفہ کے معنے ہیں:

1۔ مَنْ يَّخْلُفُ غَيْرَهٗ وَ يَقُوْمُ مَقَامَهٗ یعنی جو کسی کے قائمقام ہو کر وہی کام کرے جو اصل وجود کام کر رہا ہوتا ہے۔

2۔ وَ السُّلْطَانُ الْاَعْظَمُ۔ سب سے بڑا بادشاہ۔

3۔ وَ فِي الشَّرْعِ الْاِمَامُ الَّذِيْ لَيْسَ فَوْقَهٗ اِمَامٌ۔ اور شرعی اصطلاح میں خلیفہ اس امام کو کہتے ہیں جس کے اوپر اس زمانہ میں کوئی امام نہ ہو۔ (اقرب)

پھر اَلْخِلَافَةُ کے معنے کرتے ہوئے اقرب الموارد میں لکھا ہے:

1۔ اَلْاِمَارَةُ۔ یعنی خلافت کے ایک معنے حکومت کے ہیں۔

2۔ اَلنِّيَابَةُ عَنِ الْغَيْرِ اِمَّا لِغَيْبَةِ الْمَنُوْبِ عَنْهُ اَوْ لِمَوْتِهٖ۔ کہ خلافت کے معنے ہیں کسی کا نائب اور قائمقام ہو کر وہی کام کرنا جو اصل وجود کام کر رہا تھا۔ اور یہ نیابت یا تو اس لئے ہو کہ اصل وہاں موجود نہیں یا اصل وفات پا گیا ہے اب اس کے کام کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ (اقرب)

پس لغت کے ان معنوں کے لحاظ سے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے مندرجہ معنے ہوں گے:

1۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور ملک میں بہت بڑے خلفاء اور بادشاہ بنا دے گا۔

2۔ یہ بادشاہت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ہو گی۔ یعنی جو کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دے رہے ہیں وہی کام ان کو سرانجام دینا ہو گا۔

الغرض مومنوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکومت عطا کرے گا اور وہ حکومت بھی الٰہی منشاء کے مطابق ہو گی۔ پھر مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے الفاظ میں یہ بھی بتا دیا کہ خلافت درحقیقت خدا تعالیٰ کی نمائندگی میں ہوتی ہے اور خدا کی صفات کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ سے عہد مودّت توڑتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے بعد خلافت ہو گی۔ یعنی ایسے وجود ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاری رکھنے والے ہوں گے۔ لیکن ان کے بعد یہ حالت بدل جائے گی۔ اور دوسری قوموں کی نقل میں مسلمان بھی استبدادی حکومت کے شائق ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ دوبارہ صحیح خلافت کو قائم کرے گا جو خدا تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے والی ہو گی چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔

(مشکوٰۃ باب تغیر الناس ص453)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ عرصہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کا زمانہ رہے گا۔ پھر خلافت نبوت کے طریق پر قائم ہو گی اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہو گا۔ پھر وہ ختم ہو جائے گی اور بادشاہت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور یہ کچھ عرصہ تک جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کھلا رہے گا۔ پھر اس کے بعد جابر حکومتیں شروع ہو جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ختم کر دے گا اور اس کے بعد دوبارہ نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔

چنانچہ یہ وعدے پورے ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمانوں کو حکومت مل گئی۔ اور آپ کے بعد کچھ عرصہ تک یہ حکومت قائم رہی۔ لیکن بعد ازاں یہ حکومت عام دنیوی حکومتوں کی طرح بن گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور پیشگوئی کے مطابق آپ کے ذریعہ ایسی حکومتوں کی بنیاد پڑے گی جو بجائے دنیا کی طالب ہونے کے روحانی اور اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کی کوشش کریں گی اور ظلم و استبداد کا خاتمہ ہو جائے گا۔

غرض یہ سب وعدے چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اس لئے بہر حال انہوں نے پورا ہونا تھا اور مسلمان اِن پر پورے وثوق و یقین سے قائم تھے اور اسی کے پیشِ نظر اُن کو ابتدائی زمانہ میں ہی یہ اعلان کرنے کا حکم دے دیا گیا کہ اے منکرو! لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيَ دِيْنِ۔ تمہاری ظالمانہ حکومت تمہی کو سجتی ہے۔ ہم تو ظلم و استبداد کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ اس کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ تمہاری حکومتوں میں مذہبی آزادی نہیں اور مسلمان ایسی حکومتوں سے نہ صرف خود آزاد ہونا چاہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی آزاد کرائیں گے اور ایسی حکومت قائم کریں گے جو ہر قسم کی خیر و برکت اپنے اندر لئے ہوئے ہو گی۔ چنانچہ اسلام کے ذریعہ جو حکومت قائم ہوئی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی اور یہودی خود چاہتے تھے کہ اسی حکومت کے ماتحت رہیں۔

تاریخوں میں آتا ہے کہ ملک شام کی فتوحات میں جب حمص پر قبضہ کے بعد دوبارہ دشمن کے حملہ کا خطرہ ہوا تو مسلمانوں نے حمص کو خالی کر دیا اور وہاں کے عیسائی باشندوں سے جو جزیہ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا۔ اور اُن کو کہہ دیا کہ یہ رقم ہم نے اس معاہدہ کے ماتحت لی تھی کہ مسلمان تمہاری حفاظت کریں گے۔ لیکن اس وقت ہماری ایسی نازک حالت ہے کہ ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس لئے تمہیں تمہاری رقم واپس کی جاتی ہے۔ چنانچہ کئی لاکھ کی رقم جو وصول کی گئی تھی واپس کر دی گئی۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے جاتے تھے اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے۔ یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ توراۃ کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ (فتوح البلدان بلاذری صفحہ 137 و کتاب الخراج للامام ابی یوسف صفحہ 181)

پس ان واقعات سے اور ان جیسے دوسرے واقعات سے جو تاریخوں میں ملتے ہیں یہ ثابت ہے کہ اسلامی حکومت لوگوں کے دلوں کو فتح کرتی تھی۔ ملک سے ظلم و استبداد کو ختم کرتی تھی۔ مذہبی آزادی برقرار رکھتی تھی۔ اپنے معاہدوں کی پابندی کرتی تھی جس کی وجہ سے وہ ملک امن کا گہوارہ بن جاتا تھا۔ اور ملکوں کے باشندے دل سے اس حکومت کو چاہتے تھے۔

اسلامی حکومت کے گیارہ اصول

پھر اسلام نے حکومت کے جو اصول پیش کئے ہیں وہ اتنے اعلیٰ اور ارفع ہیں کہ جو حکومت ان اصولوں پر قائم ہو گی وہی دنیا کی ترقی اور امن کی ضامن ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ اصول یہ ہیں:

1۔ پہلا اصل اسلام نے حکومت کا یہ پیش کیا ہے کہ حکومت انتخابی ہو اور حکومت کی بنیاد اہلیت پر ہو۔

2۔ دوسرا اصل اسلام نے حکومت کا یہ پیش کیا ہے کہ حکومت کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ ایک امانت ہے۔ گویا اسلام کے نزدیک نسلی اور موروثی بادشاہت نہیں ہے۔

3۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی عزت، جان اور مال کی حفاظت کرے۔

4۔ حاکم کے لئے ضروری ہے کہ وہ افراد اور اقوام کے درمیان عدل کرے۔

5۔ قومی معاملات مشاورت سے طے ہوں۔

6۔ حکومت ہر ایک شخص کے لئے خوراک، لباس اور مکان مہیا کرنے کی ذمہ دار ہو۔

7۔ دوسروں کے ممالک پر طمع کی نظر نہ رکھی جائے جنگ صرف دفاعی ہو۔

8۔ مفتوح کے ساتھ عدل کا سلوک کیا جائے۔

9۔ جنگی قیدیوں کو خاص طور پر مراعات دی جائیں۔

10۔ معاہدات کی پابندی کی جائے۔

11۔ ملک میں مذہبی آزادی قائم کی جائے۔

یہ وہ اصول ہیں جن کو اسلام نے حکومت کے لئے ضروری قرار دیا ہے چنانچہ پہلے چار اصولوں کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔

(سورۃ النساء:59)

یعنی اے لوگو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جب تمہیں موقعہ ملے کہ تم حکومت کی امانتیں کسی کے سپرد کرو تو یاد رکھو کہ تم یہ امانتیں ہمیشہ ان لوگوں کے سپرد کرو جو تمہارے نزدیک حکومت کے اہل ہوں۔ اور جن کے اندر

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا سے تعلق جوڑو تا کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکو

اس کائنات کے خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جس کا حسن و احسان میں کوئی ثانی نہیں

ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیضِ عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو

خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ نہ اُس کو کوئی پکڑ سکے اور نہ مار سکے

سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے

پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے

مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے اُس تک پہنچایا جائے

کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی مذہبِ اسلام کی پیش کردہ تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کی صفاتِ حسنہ، اس کی حقیقت اور اس کے مرتبہ کا بیان

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18/ اپریل 2014ء بمطابق 18 شہادت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے؟ اس کا مرتبہ کیا ہے؟ اس کے سب طاقتوں کے مالک اور واحد و یگانہ ہونے کا مقام بیان فرمایا ہے نیز یہ بھی کہ وہی ہے جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔ ہر چیز کو فنا ہے اور اس کو فنا نہیں۔ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اس کائنات کے خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جس کا حسن و احسان میں کوئی ثانی نہیں۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو دیکھنے کے لئے اس کی طرف خالص ہو کر جھکنا ضروری ہے۔ اس کے آگے خالص ہو کر جھکنا ضروری ہے۔ اس کی عبادت بجا لانا ضروری ہے۔ پھر جب انسان کی یہ حالت ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ دوڑ کر انسان کو گلے لگاتا ہے اور اس پر اپنے فضلوں کی بارش برساتا ہے۔ پس آپ نے بڑے درد سے فرمایا کہ ایسے خدا سے تعلق جوڑو تا کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکو۔

اللہ تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے، وہ خدا جو تمام کائناتوں کا مالک ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارے میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔‘‘ (یعنی ہر قسم کا نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ نور ہے جو جسموں میں نظر آتا ہے۔ ذاتی خوبیاں ہیں ان میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض خاص آدمیوں کو دی گئی خوبیاں ہیں وہ ان میں نظر آتی ہیں، ظاہری خوبیاں ہیں یا چھپی ہوئی خوبیاں ہیں، ذہنی خوبیاں ہیں یا خارجی ہیں۔ انسان کے باہر نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ کسی چیز کی خوبصورتی جو نظر آ رہی ہوتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے ہیں۔ فرمایا:) ’’اسی کے فیض کا عطیّہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191 حاشیہ نمبر 11)

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں، جتنی ان کی خوبیاں نظر آتی ہیں، جہاں جہاں خوبصورتی نظر آتی ہے، حسن نظر آتا ہے۔ انسان دیکھتا ہے اس کو فائدے پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیض عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ فرمایا کہ

’’وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے‘‘ (اسی سے تمام فیض پھوٹتے ہیں۔ وہی تمام نوروں کا سبب اور ذریعہ ہے۔ وہی ہے جہاں سے رحمتوں کے چشمے پھوٹتے ہیں) ’’اسی کی ہستیٔ حقیقی تمام عالَم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔‘‘ (یعنی تمام دنیا کے قائم رکھنے کے لئے اور جو بھی اس میں شکست و ریخت ہو رہی ہے یا جو بھی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ اسی کی طرف لوٹتی ہیں) ’’وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا‘‘ (جو اندھیروں میں پڑی ہوئی چیزیں تھیں ان کو باہر نکالا) ’’اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔‘‘ (اس کے علاوہ کوئی ہستی نہیں، کوئی وجود نہیں جو اپنی ذات میں اس بات کا حقدار ٹھہرتا ہو اور ہمیشہ سے ہو) ’’یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔‘‘ (یہ دنیا، ہماری دنیا بھی، آسمان بھی، انسان بھی، حیوان بھی، پتھر بھی، درخت بھی، روح جسم ہر چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہی وجود میں ہے۔)

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191-192 حاشیہ نمبر 11)

پھر اللہ تعالیٰ کے واحد اور لاشریک ہونے کے بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودفرماتے ہیں کہ

’’شرکت از روئے حصر عقلی چار قسم پر ہے۔کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل میں اور تاثیر میں۔سواس سورۃ میں……‘‘ (یعنی سورۃ اخلاص میں)’’……ان چار قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے دو یا تین نہیں اور وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور ہالک الذّات ہیں……‘‘ آگے بعض الفاظ مشکل آئیں گے میں مختصراً ان کی وضاحت کردوں گا۔

فرمایا کہ’’……جو اس کی طرف ہردم محتاج ہیں اور وہ لَمْ یَلِدْ ہے یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ بیٹا ہونے کے اس کا شریک ٹھہر جائے اور وہ لَمْ یُوْلَدْ ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا شریک بن جائے اور وہ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا کوئی شریک قرار پاوے۔سواس طور سے ظاہر فرمادیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518، حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

آپ نے اس میں فرمایا کہ شرکت یا شریک ہونا عقل کی رو سے چار قسم پر منحصر ہے یعنی تعداد میں۔ ایک تو کسی کی شرکت ہوسکتی ہے، کوئی کسی کا شریک ہوسکتا ہے جب تعداد میں اس کے مطابق ہو۔ایک دو تین چار پانچ ہوں۔ دوسرے مرتبہ اور مقام میں۔ تیسرے نسب یا خاندان میں۔ چوتھے کسی کام کے کرنے کی طاقت میں اور اس کے اثرات قائم کرنے میں۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چاروں قسم کے شرک سے پاک ہے۔ یہاں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کھول کر بتا دیا کہ وہ احد ہے۔ وہ اپنے عدد میں ایک ہے۔ دو تین چار نہیں۔ نہ اس کے برابر کوئی ہوسکتا ہے۔ وہ صمد ہے یعنی وہی ہے جس کی ضرورت ہر وقت مخلوق کو ہے۔ جب بھی کسی چیز کی احتیاج ہو، کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسی کی طرف جایا جاتا ہے اور جایا جانا چاہئے۔ یا وہی ہے جو اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی طرف جایا جائے۔کوئی اور وجود ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کا ہم پلہ نہیں ہے۔اس کے برابر نہیں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کوئی وجود برابر کیوں نہیں ہے جو ضرورتیں پوری کر سکے؟ یہاں آپ نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس کے علاوہ ہر چیز وجود میں آ سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ایک ہی ہے اور رہے گا اور پھر ہر چیز کو فنا ہے۔ایک وقت میں ختم ہو جائے گی، ہلاک ہونے والی ہے۔یعنی ہر وجود جو مخلوق ہے اس کے ساتھ پیدائش بھی ہے اور فنا بھی لیکن خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔پس بوجہ پیدا ہونے اور ہلاک ہونے کے باقی مخلوق عارضی ہے۔ کچھ وقت کے لئے ہے اور جو عارضی اور کچھ وقت کے لئے ہو وہ اپنی ضروریات کے تمام سامان مہیا نہیں کرسکتا، نہ کسی کو مہیا کروا سکتا ہے۔ پس جو تمام سامان مہیا نہ کر سکے اسے خود ایک خدا کی ضرورت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں نے اپنی مخلوق کی زندگی قائم رکھنے کے لئے سامان مہیا کئے ہیں۔ وہی ہے جس پر انحصار کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہئے۔ پس یہ وجہ ہے اور تفصیل سے صمد کے یہ معنی ہیں۔

پھر نسب کی بات کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمْ یَلِدْ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ وَلَمْ یُوْلَد اور اس کا کوئی باپ نہیں۔ پس نسب، نسل سے وہ بالا ہے۔لہٰذا اس کا کوئی شریک ہو نہیں سکتا۔ پھر چوتھی بات اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتا ہے کہ لَمْ یَکُن لَّہٗ کُفُوًا اَحَد۔اس کے کاموں میں کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ پس جب برابری کرنے والا نہیں تو نہ ہی خدا تعالیٰ جیسے کوئی کام کرسکتا ہے۔ نہ ہی کام کے نتائج اور اثرات پیدا کرنا کسی کے بس میں ہے یا ہوسکتا ہے۔ یہ عام دنیا دار بھی جو اپنے کاموں کا نتیجہ دیکھ رہا ہوتا ہے اور بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں نے یہ کردیا وہ کردیا۔ اس کے بھی جو نتائج پیدا ہو رہے ہوتے ہیں یہ نتائج پیدا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے بلکہ قانون قدرت کے تحت انسان کو اس کی محنت کا صلہ مل رہا ہوتا ہے جو محنت وہ کرتا ہے۔ وہ رب بھی ہے اور رحمان بھی ہے۔ اس کی ربوبیت اور رحمانیت کا فیض انسان کو مل رہا ہوتا ہے۔ پس کتنا بدقسمت ہے وہ انسان جو بجائے اپنے خدا کے اس احسان کے اس کے قریب ہو، اس کے آگے جھکے، اکثریت ان میں سے دور ہٹتی چلی جاتی ہے۔

پھر لیکچر لاہور میں خدا تعالیٰ کی توحید اور سب طاقتوں کا مالک ہونے کے بارے میں آپ نے اسی سورت کو مزید بیان فرمایا کہ

’’قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص:5-2) یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی……نہ کسی چیز کے صفات اُس کی صفات کے مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلّم کا محتاج ہے……‘‘ (علم حاصل کرنے والے کے لئے کسی علم سکھانے والے کی ضرورت ہے)’’……اور پھر محدود ہے……‘‘ (جو بھی علم حاصل ہوگا وہ محدود ہوتا ہے)’’……مگر اس کا علم……‘‘ (خدا تعالیٰ کا علم)’’……کسی معلم کا محتاج نہیں اور بایں ہمہ غیر محدود ہے……‘‘ (اور ساتھ ساتھ غیر محدود بھی ہے)’’……انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے……‘‘ (بغیر ہوا کے سن نہیں سکتے)’’……اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں۔ اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے……‘‘ (ایک حد تک دیکھ سکتا ہے انسان)’’……مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے۔ ایسا ہی انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے۔لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں……اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہوگا۔اس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔‘‘

آپ فرماتے ہیں کہ’’……پھر اس سے آگے آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنی ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے۔‘‘ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 154-155)

پھر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی عقلی دلیل دیتے ہوئے آپ قرآن شریف کے عقائد سے ہی استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔یعنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’پھر بعد اِس کے اُس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔……‘‘ (سورۃ) انبیاء کی آیت 23 ہے۔پھر فرمایا:’’……وَمَا کَانَ مَعَہٗ مِنْ اِلٰـہٍ الخ۔……‘‘ مومنون کی آیت (92) ہے۔’’……یعنی اگر زمین و آسمان میں بجز اُس ایک ذات جامع صفات کاملہ کے کوئی اور بھی خدا ہوتا تو وہ دونوں بگڑ جاتے۔ کیونکہ ضرور تھا کہ کبھی وہ جماعت خدائیوں کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے۔ پس اسی پھوٹ اور اختلاف سے عالم میں فساد راہ پاتا اور نیز اگر الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد ان میں سے اپنی ہی مخلوق کی بھلائی چاہتا اور ان کے آرام کے لئے دوسروں کا برباد کرنا روا رکھتا۔ پس یہ بھی موجبِ فساد عالم ٹھہرتا۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518-519 حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

پس سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک سے زیادہ کوئی خدا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ کی بعض صفات جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے، ان کا ذکر فرماتے ہوئے مختصر وضاحت آپ نے فرمائی۔ فرمایا کہ

’’جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّاھُوَ۔عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ۔ ھُوَا لرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ (الحشر:23) مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ (الفاتحۃ:4) اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ۔ (الحشر: 24) ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَا لْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (الحشر:25) عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ (البقرۃ:21) رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ (الفاتحۃ: 4-2) اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔(البقرۃ: 187) اَلْحَیُّ الْقَیُّوم۔ (البقرۃ: 256) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص: 5-2)

یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے۔ اس صورت میں خدائی معرضِ خطرہ میں رہے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہوسکتا۔ وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے۔……‘‘ (جہاں تک بھی اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی سوچ پہنچ سکتی ہے اس کے ساتھ پھر کسی ادنیٰ کو شریک نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

”......پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے۔اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔......“ (ہر چیز کو ہم دیکھ سکتے ہیں لیکن خدا کو جسمانی صورت میں نہیں دیکھ سکتے۔)

”......پھر فرمایا کہ وہ عالم الشھادۃ ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے۔یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو۔وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا۔وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دے گا۔اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا؟ سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے۔پھر فرمایا ھُوَ الرَّحْمٰن یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی غرض سے اور نہ کسی عمل کے پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے۔جیسا کہ آفتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا۔اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے۔اور اس کام کے لحاظ سے خدائے تعالیٰ رحمٰن کہلاتا ہے۔......“ (یعنی تمام ضروریات کو پہلے سے مہیا کر دیا یہ اس کی روحانیت ہے۔)

”......اور پھر فرمایا کہ اَلرَّحِیْم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے۔اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔اور پھر فرمایا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو......“ (کسی سے کوئی کام کروانے کے لئے اس کو ضرورت نہیں۔ ہر چیز اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔) ”......اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو۔وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آئندہ دینے والا ہو۔اور پھر فرمایا اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں۔......“ (انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں ہے۔کوئی نہ کوئی خامیاں کمزوریاں اس میں ہیں۔” ......اگر مثلاً تمام رعیت جلا وطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی یا اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے ......“ (رعایا قحط زدہ ہو جائے) ” ......تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے ......“ (جو اس سے ٹیکس وصول کیا جاسکتا ہے وہ کہاں سے آئے گا) ” ......اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادہ کیا ہے تو وہ کونسی لیاقت اپنی ثابت کرے۔......“ (بادشاہ کے مقابلے پر اگر رعایا کھڑی ہو جائے تو کیا ثابت کرے۔آجکل دنیا میں، ملکوں میں آپ دیکھ لیں۔یہی کچھ فتنہ و فساد ہو رہا ہے۔حکومتوں اور رعایا کی جنگیں ہو رہی ہیں۔پس فرمایا کہ) ” ......پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے۔وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کرسکتا ہے۔اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر پھر دوسری دنیا کہاں سے لاتا۔کیا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں بھیجنے کے لئے پھر پکڑتا اور ظلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لیتا؟ تو اس صورت میں اس کی خدائی میں فرق آتا......“ (یہ جو لوگوں کا نظریہ ہے ناں کہ معافی کی اور پھر بھیجا۔پھر فرمایا) ” ......اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح داغدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں۔ بات بات پر بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیرِ مادر سمجھ لیتے ہیں۔......“ (ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو پھر اس طرح ظلم کرتے ہیں جس طرح ماں کا دودھ پی رہے ہیں۔ آجکل بھی آپ دیکھ لیں، بعض ملکوں میں حکومت کے سربراہان کی طرف سے جو ظلم ہو رہا ہے، اسی طرح ہو رہا ہے۔پھر فرمایا) ” ......مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز کو بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہئے۔پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بن کر خدائی کو ہی الوادع کہتا۔ بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے۔پھر فرمایا اَلسَّلَام یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا، لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو اس بدنمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے بارے میں فرماتا ہے۔اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِاجْتَمَعُوْا لَہٗ۔ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۔مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج:74-75) جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب مل کر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کرسکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بلکہ اگر مکھی ان کی چیز چھین کر لے جائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں۔ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں۔کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں؟ خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے۔نہ اُس کو کوئی پکڑ سکے اور نہ مار سکے۔ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے خدا کیسا ہونا چاہئے اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوسکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے۔وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ اَلْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے۔اور اس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے۔

اور فرمایا ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔رِحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔......“ (بچے کی پیدائش سے پہلے جب بچہ رحم میں ہی ہوتا ہے تو وہیں اس کی شکل بنا دیتا ہے۔) ” ......تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اسی کے نام ہیں۔اور پھر فرمایا۔یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔......“ (یعنی دنیا میں اور بھی ایسے کُرّے ہوسکتے ہیں جہاں آبادیاں ہوں، بلکہ ہیں۔)

”......اور پھر فرمایا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی خدا بڑا قادر ہے۔یہ پرستاروں کے لئے تسلی ہے۔ کیونکہ اگر خدا عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں۔

اور پھر فرمایا۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا۔رحمٰن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے۔اس اختیار کو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیا۔ ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا۔اور پھر فرمایا اَلْحَیُّ الْقَیُّوم یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اس کی زندگی کے بارے میں بھی دھڑکا رہے گا کہ شاید ہم سے پہلے فوت نہ ہو جائے۔اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 372-376)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے اُس تک پہنچایا جائے۔اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اُس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حُسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا......“ (تمام صفات اس میں کامل طور پر جمع ہیں) ” ......اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا......“ (ہر پاک قدرت کے اظہار اس سے ہو رہے ہوتے ہیں۔) ” ......اور مبدأ ہے تمام مخلوق کا۔......“ (ہر چیز جو ہے وہی پیدا کرنے والا ہے۔” ......اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا۔......“ (تمام فیض اسی سے ملتے ہیں۔) ” ......اور مالک ہے تمام جزا سزا کا۔اور مرجع ہے تمام امور کا۔“ (تمام کام جو ہیں، تمام اعمال جو ہیں اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) ” ......اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔وہ سب سے اُوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔......“ (یعنی کہ اتنا وہ قریب ہے) ” ......اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔......“ (حیّ کا مطلب یہی ہے کہ زندہ بھی

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے اور زندہ رکھنے والا بھی ہے)''......وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔ اُس نے ہر یک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔......''(یعنی ہر چیز کا انحصار اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہے)''......کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر یک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نور ہے اور ہر یک نُور اسی کے ہاتھ سے چمکا۔ اور اُسی کی ذات کا پَرتَوہ ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ اور اس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہیں جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا اور تمام ذرّات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیّا کی گئیں اور یہ سب اُس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے۔ نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدھ کرم کے سبب سے بنائی گئی۔ غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہو چکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں (۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے''۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 152-153)

کہ جب عمل کرو نیک عمل کرو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی جزا دیتا ہے۔

پھر آپ نے یہ بیان فرمایا کہ اب اس زمانے میں خدا تک پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اُس کے خَلْق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بے شمار احسان والا۔ اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔''

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

پھر ایسے لوگوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے آپ فرماتے ہیں۔ کہ

''خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں......''(وہ چھپی ہوئی ہستی ہے اور اس کو صرف عقلوں سے محفوظ نہیں کیا جا سکتا۔ دھریہ لوگ کہتے ہیں کہ جی ہم عقل سے خدا تعالیٰ کو کس طرح سمجھیں یا صرف عقل سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ فرمایا)''......عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی......''(کوئی عقلی دلیل اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی)''......کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے......''(عقل زیادہ سے زیادہ یہیں تک پہنچ سکتی ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر بتائے کہ اس کو کس نے بنایا ہے)''......مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔......''(ایک خدا کی ضرورت ہے وہ موجود بھی ہے کہ نہیں یہ بالکل اور بات ہے)''......اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اسلئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخرکار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔......''(بڑے غور و فکر کرنیوالے ہیں، بڑے کائنات پر بھی غور کرتے ہیں، زمین پر بھی غور کرتے ہیں، سائنس پر بھی غور کرنے والے ہیں لیکن ان میں سے بہت سارے لوگ دھریہ بھی ہیں جیسا کہ اس زمانے میں نظر آتا ہے کیونکہ صرف عقل کے استعمال کرنے سے ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔)

''......اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں......''(نتیجۃً کیا ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے ان سے مذاق اور ٹھٹھہ کر رہے ہوتے ہیں فرمایا)''......اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔......''

عقل کیونکہ اس تک پہنچ نہیں سکی، اس لئے ضرورت ہی نہیں کہ کوئی اس کا بنانے والا بھی ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ''......افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شئ لازم نہیں آتا۔......''(یعنی کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چیز موجود نہیں ہے)''......اِس قسم کے لوگ کئی لاکھ اِس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں......''(اب تو یہ کروڑوں میں ہو گئے ہیں۔ بلکہ دنیا میں بہت سارے لوگ ہیں کہ انہی باتوں کی وجہ سے انہوں نے خدا تعالیٰ پر یقین کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ روحانیت کا جو خانہ تھا وہ بالکل خالی ہوتا چلا جا رہا ہے۔)

فرمایا''......اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُن کو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے۔ اور اگر وجود باری جلّ شانہٗ پر کوئی برہان یقینی عقلی انکو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔......''(یعنی اگر ایسا کوئی یقینی اور عقلی ثبوت مل جاتا جو ان کا منہ بند کرانے کے لئے کافی ہوتا تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ٹھٹھہ اور ہنسی نہ کرتے، اس کا انکار نہ کرتے جس طرح آجکل دنیا کی اکثریت کر رہی ہے۔ فرمایا''......پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا......''(پھر فلسفیوں کی بھی باتیں سنی ہیں یا ظاہری طور پر سائنس کو دیکھنا ہے یا روحانیت سے دور ہٹ کے دیکھنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں جو شبہات دل میں پیدا ہوتے ہیں ان سے تم نجات نہیں پا سکتے وہ تمہارے دل سے کبھی نہیں دور ہو سکتے)''......بلکہ ضرور غرق ہوگا......''(مزید دھریت میں ڈوبتا چلا جائے گا۔)''......اور ہرگز ہرگز شربت توحیدِ خالص اس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسر آ سکتی ہے......''(توحید میسر نہیں آ سکتی جب تک ایک روحانی وسیلہ نہ ہو اور روحانی وسیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔)''......اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے ان نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 120-121)

پھر خدا کے وجود پر یقین، ایسا یقین دلوانے کے لئے جو انسان کی توجہ ہر معاملے میں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف رکھے آپ فرماتے ہیں اور بڑے درد سے فرماتے ہیں کہ

''ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَفْ سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔''(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندہ خدا کا پیغام اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی اتباع میں دنیا کو پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو یہ احساس دلانے والے ہوں کہ زندہ خدا ہے، موجود ہے، اب بھی سنتا ہے، نشان بھی دکھاتا ہے۔ اس کی طرف لَوٹو۔ اس کی طرف آؤ۔ اور ہم خود بھی اس خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کی صفات کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کے انعامات کے وارث ہوں۔ ہماری نسلیں بھی اور ہم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شرک سے ہر طرح محفوظ رہیں۔

یادرفتگان

میرے والد محترم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب کپورتھلوی

سابق سیکرٹری ضیافت، جماعت احمدیہ کراچی

پروین یعقوب خان۔کینیڈا

یادرفتگان میں شائع ہونے والے مضامین کو اکثر پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو ان کے لئے مزید دعائیں کرنے کی تحریک ہوتی ہے اور ان کے اوصاف حمیدہ کو پڑھ کر سبق آموز باتوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس طرح جب مَیں نے ان خوبیوں میں اپنے آپ کو کمزور پاتی ہوں تو اپنی حالت کو بہتر بنانے کے لئے دل میں بے اختیار تڑپ بھی پیدا ہوتی ہے اور حسب توفیق اپنی اصلاح کرنے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ الحمدللہ۔

مَیں اپنے نہایت شفیق اور منکسر المزاج والد محترم شیخ خلیل الرحمٰن مرحوم کے متعلق کچھ واقعات افادہ عام کے لئے تحریر کرتی ہوں۔ ابا جان مشرقی پنجاب میں جالندھر کے ایک شہر پھگواڑھ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے خاندانی حالات کی تفصیل اصحاب احمد کی جلد دہم میں درج ہے۔ میرے دادا جان حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ رئیس حاجی پورہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائی صحابہ میں سے تھے۔ آپ ان چند صحابہ کرام میں سے تھے جن کے اسمائے گرامی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں بطور مخلص دوست درج کر کے یہ دعا فرمائی کہ

''اے قادر خدا! میرے اس ظن کو جو میں اپنے ان تمام دوستوں کی نسبت رکھتا ہوں، سچا کر کے مجھے دکھا اور ان کے دلوں میں تقویٰ کی سبز شاخیں جو اعمال صالحہ کے میووں سے لدی ہوئی ہیں، پیدا کر۔ ان کی کمزوری کو دور فرما اور ان کے سب کسل دور کر دے اور ان کے دلوں میں اپنی عظمت قائم کر اور ان کے نفسوں میں دوری ڈال اور ایسا کر کہ وہ تجھ میں ہو کر ہر حرکت کی طرف جھک جائے اور ان کو ایسی معرفت عطا کر کہ جو تیری طرف کھینچ لیوے۔ اے بار خدا! یہ جماعت تیری جماعت ہے۔ اس کو برکت بخش اور سچائی کی روح ان میں ڈال کہ سب قدرت تیری ہی ہے، آمین۔''

میرے ابا جان حضرت منشی حبیب الرحمٰن مرحومؓ کپورتھلوی کے چھوٹے فرزند تھے۔ آپ کی پیدائش 1905ء میں ہوئی۔ بچپن میں خاصی بے فکری تھی۔ دادا جان کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال تھا۔ اپنے بچوں کو ہر طرح دینی اور دنیاوی تعلیم سے مرسع کرنا چاہتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے دادا جان کو ہر چیز سے نوازا تھا۔ آپ رئیس اعظم حاجی پور تھے۔ بہر حال آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول اور کالج کی تعلیم بھی ان کو دلوائی۔ ابا جان نے اس زمانہ میں انٹر تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنی ملازمت کا آغاز محکمہ موسمیات سے کیا اور ملازمت سے سبکدوش ہونے تک اسی سے منسلک رہے۔ دوران ملازمت ہندوستان کے شمال میں جہلم سے لے کر جنوب میں مدراس تک اور مشرق میں برما سے لے کر مغرب میں دوبئی، دوہا تک مختلف مقامات پر تعینات رہے۔ بلکہ مسقط میں بھی تقرری ہوئی اور آپ اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ تبلیغ اور سلسلہ کی خدمات بھی بجا لاتے رہے۔ اس عرصہ میں ہندوستان اور پاکستان معرض وجود میں آ گئے اور ہم سب کراچی میں آباد ہو گئے۔ تقسیم ہند کے بعد باقی زندگی کراچی میں ہی گزاری۔ آپ جہاں بھی رہے جماعت احمدیہ کے مستعد رکن اور خادم کی حیثیت سے رہے۔

کراچی میں تقسیم ہند کے فوراً بعد تشریف لائے تھے۔ شروع میں کراچی کی جماعت بھی بہت چھوٹی تھی تو آپ اس وقت جماعت کی لائبریری اور دارالمطالعہ کے انچارج مقرر ہوئے۔ آپ نے نئے سرے سے لائبریری کی کتب، رسائل و جرائد کی ساری فہرستیں بنائیں اور جو کتابیں بوسیدہ حالت میں تھیں ان کو گھر میں لا کر دوبارہ سے خود جلد بندی کی۔ اس زمانہ میں نمازیں بھی بندر روڈ پر لائبریری میں ہوا کرتی تھیں۔ ابا جان کی کوشش یہ ہی ہوا کرتی تھی کہ جو نمازیں دفتر کے اوقات کے علاوہ ہوں وہ وہیں جا کر باجماعت ادا کریں۔ اور گھر میں اکثر ہم سب کو باجماعت نمازیں پڑھاتے تھے۔ باقاعدگی سے صبح تلاوت قرآن مجید کرتے اور نماز فجر کے بعد اکثر سیر کو بھی جایا کرتے تھے۔ یہ ان کا معمول آخیر وقت تک رہا سوائے بیماری کے کبھی سیر سے ناغہ نہیں کیا۔

ہم سب بہن بھائیوں کی تعلیم کا بھاری بوجھ انہوں نے بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے اٹھایا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم تینوں بہنیں اور پانچ بھائی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ کراچی کے قیام کے دوران آپ نے بطور سیکرٹری ضیافت خدمات انجام دیں۔ اپنے حادثہ تک جو کہ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا آپ اسی خدمت پر مامور رہے۔ کراچی بین الاقوامی شہر ہونے کی وجہ کافی عرصہ تک بیرون ملک سے آنے جانے والوں کے لئے واحد ذریعہ تھا۔ اس لئے اس خدمت پر مامور شخص کی زندگی پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ مسافر بردار فضائی، بحری، بری کمپنیوں سے رابطہ، محکمہ صحت سے تعلق، کسٹم کے عملہ اور متعلقہ قوانین سے واقفیت، اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے متعلق جملہ کام اور پھر آنے والے مبلغین کرام اور غیر ملکی احمدی احباب کا استقبال اور الوداع وغیرہ اتنی اہم اور نازک ذمہ داری تھی کہ جسے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آپ نے انتھک محنت، اخلاص، محبت، خندہ پیشانی اور بڑی عمدگی سے نبھایا۔ اس کا تذکرہ اکثر مبلغین سے سنا اور پھر اپنے نائجیریا کے قیام کے دوران وہاں کے جو نائجیرین احمدی پاکستان آتے رہے وہ بھی ابا جان کا تذکرہ بڑے احترام اور محبت سے کرتے تھے۔ آپ بہت ہی صابر و شاکر تھے اور آپ میں جذبہ ایثار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شروع میں اکثر کا پیسہ بچانے کے لئے مہمانوں کو بجائے ہوٹلوں میں ٹھہرانے کے اپنے گھر یا ضرورت کے مطابق کوئی اور انتظام کر دیتے۔ نظام جماعت کا بہت احترام کرتے اور ہمیشہ مہمانوں کے آرام کا بہت خیال رکھتے اور ان کے قیام و طعام کا پورا انتظام کرتے۔

بعض دفعہ سمندری جہاز یا ہوائی جہاز کی آمد میں دیر ہونے کی وجہ سے لگاتار چوبیس گھنٹوں سے بھی زیادہ بندرگاہ یا ائیر پورٹ پر انتظار کرتے رہتے۔ مہمانوں کو اگر ہوٹل میں کھانا کلانا پڑتا تو اکثر آپ شریک نہ ہوتے تاکہ جماعت پر مالی بوجھ نہ ہو۔ ایک دفعہ میرے شوہر نے دریافت کیا کہ سینکڑوں مہمان آتے جاتے ہیں تو آپ ان کو کیسے پہچانتے ہیں، کہنے لگے کہ سوائے چند دفعہ کے ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے میری اس رنگ میں رہنمائی فرمائی ہے کہ مجھے کبھی دقّت کا سامنا نہیں ہوا اور اکثر دفعہ مہمان بھی حیران ہوئے کہ آپ کو ہماری پہچان کیسے ہوئی۔

آپ بہت دعا گو اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ جماعت کی جملہ مالی تحریکات میں حسب توفیق حصہ لیتے۔ آپ وقف عارضی کی تحریک میں بھی حصہ لیتے رہے۔ ہمیشہ صاف گوئی سے بات کرتے اگر کوئی زیادتی کرتا تو خاموشی اختیار کر لیتے۔ اپنی زندگی کے دوران جلسہ سالانہ میں بڑی باقاعدگی سے شرکت کرتے رہے۔ آپ ہر ایک سے بڑی عاجزی اور انکساری سے ملتے اور نہایت ہی احسن رنگ میں نصیحت کرتے۔ اپنی اولاد کو نیک تربیت سے مزین کرنے میں دعاؤں اور عملی نمونہ سے بھی کام لیا کرتے۔ نیز آپ نے سلسلہ کی خدمت کا بیج اولاد میں بھی بویا۔ آپ اکثر کہتے تھے کہ خدمت اسلام کرنے والوں سے محبت اور عزت سے پیش آنا چاہئے۔ اسلام اور احمدیت کی خدمت کرنے والوں کی خدمت کو باعث عزت سمجھنا چاہئے۔

آپ کو مہمانوں کے آرام کا بہت خیال رہتا۔ اس سلسلہ میں ایک اقتباس پیش خدمت ہے جو کہ مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری سابق مشنری افریقہ و امریکہ کے ایک مضمون بعنوان ''ایک یادگاری سفر'' سے لیا گیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

مورخہ 17 جنوری 1966ء کو کراچی پہنچے۔ مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب اسٹیشن پر موجود تھے۔ ان کے ہمراہ مکرم این ڈار صاحب کے گھر گئے جہاں ہمارے قیام کا انتظام تھا۔ مکرم ڈار صاحب اور ان کے اہل و عیال نے ہر طرح سے ہمارے آرام کا خیال رکھا اور بڑی محبت اور اخلاص سے ہماری خدمت کی۔

یہاں میں مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب کا بھی کچھ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ ایک نہایت ہی مخلص، فدائی اور بے لوث خدمت کرنے والے وجود تھے۔ سلسلہ کے خدام کی آمد و رفت کے وقت بحیثیت سیکرٹری ضیافت کراچی جماعت میں جو خدمات آپ نے سرانجام دی ہیں وہ کراچی جماعت کی تاریخ میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ خدام سلسلہ رات کے خواہ کسی بھی حصہ میں آتے، مکرم شیخ صاحب مرحوم کو ریلوے اسٹیشن یا ائیر پورٹ پر موجود پاتے۔ ایک بار میں رات کے دو بجے کراچی ائیر پورٹ پر اترا تو محترم شیخ صاحب استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔

1972ء میں خاکسار افریقہ سے کراچی اطلاع دیئے بغیر آ گیا کیونکہ آگے سیٹ بک تھی اور ٹھہرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مگر ائیر پورٹ پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آگے لاہور کے لئے سیٹ کنفرم نہیں۔ لہذا ٹیکسی کے ذریعے احمدیہ ہال پہنچا۔ وہاں سے مکرم شیخ صاحب کو آمد کی فون پر اطلاع کی تو کہنے لگے میں سوچ ہی رہا تھا کہ آج کل مولوی محمد صدیق صاحب کو آنا تھا مگر کوئی اطلاع نہیں اب آپ بغیر اطلاع دیئے آ گئے۔ چنانچہ دیکھ لیا اطلاع نہ دینے کا نتیجہ۔ پھر گھر سے تشریف لا کر ہال میں ملے اور آگے سفر کے سارے انتظامات خود کئے۔ ہر خادم سلسلہ کے ساتھ آپ کا ایسا ہی سلوک تھا۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مکرم شیخ صاحب نے بڑی تگ و دو کے بعد ہماری سیٹیں کراچی سے بیروت کے لئے عالیا ائیر لائن میں بک کرائیں مگر بیروت سے آگے کسی فلائٹ میں سیٹیں کنفرم نہ ہو سکیں اور کہا گیا کہ آدمی ساتھ جا رہا ہے وہاں سب انتظام ہو جائے گا۔

خلفائے احمدیت کے کراچی تشریف لانے کے موقع پر تندہی سے ضیافت کی ذمہ داریوں میں مصروف رہتے اور جملہ فرائض کو بڑے احسن رنگ میں ادا کرتے۔ غیر ممالک سے آنے والے طلباء کی ہمیشہ سرپرستی کرتے اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھتے اور تحریک جدید سے خط و کتابت میں ان کی مدد کرتے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے غیر ممالک میں قیام کے دوران ملکی اخبارات سے چیدہ چیدہ خبروں کے تراشے حضور کی خدمت میں باقاعدگی سے ارسال کرتے۔ مریضوں کی بیمار پرسی اور تیمارداری سے بھی غافل نہ رہتے۔ پیسے کی لین دین میں ہمیشہ مثالی دیانتداری سے کام لیتے تھے۔ وفات سے قبل آپ کو ایک حادثہ پیش آیا۔ جس وقت حادثہ پیش آیا اس وقت بھی آپ ایک احمدی خاتون کا نماز جنازہ ادا کرنے جا رہے تھے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پاکستانی اخباروں کے تراشے ڈاک کے سپرد کرنے کے لئے گئے تھے۔ حضور ان دنوں صلیبی کانفرنس لندن میں شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے اور لندن میں ہی قیام پذیر تھے۔ وفات کے وقت آپ کراچی میں قائمقام امیر تھے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ میرے پیارے ابا جان کو جنت الفردوس سے نوازے اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: اسلام کے اصولِ حکومت از صفحہ نمبر 4

یہ قابلیت پائی جاتی ہو کہ وہ حکومتی کاموں کو عمدگی سے سرانجام دے سکیں۔ اور جب اے حاکمو! تم حاکم ہو جاؤ تو تم انصاف کے ساتھ حکمرانی کرو۔ اللہ تعالیٰ جس امر کی تم کو نصیحت فرماتا ہے وہ بہت اچھا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت میں پہلے تو عامۃ الناس کو مخاطب کیا ہے کہ حاکم بنانا تمہارا کام ہے اور تمہارے اختیار میں ہے۔ تمہارے سوا اور کوئی شخص زبردستی حاکم بن جائے اور پھر وراثۃً حکومت چل پڑے۔ یہ طریق درست نہیں اور نہ کسی شخص کا حق ہے کہ محض کسی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے لوگوں کی گردنوں پر حکومت کا جؤا رکھے۔

دوسرا امر یہ بتایا کہ یہ حکومت کے حقوق ایک قیمتی چیز ہیں جس طرح کہ امانت قیمتی ہوتی ہے۔ پس فرقہ وارانہ جذبات سے علیحدہ ہو کر اس امانت کو حق دار کے سپرد کرنا چاہیے۔ کسی ایسے شخص کے سپرد نہ کرنا جو اس کے قابل نہ ہو۔ اور یہ مدنظر نہ ہو کہ یہ شخص ہماری پارٹی کا نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کو یہ امانت نہیں دیں گے بلکہ اس شخص کے سپرد کرو جو دیانتداری سے امانت کی حفاظت کر سکے۔

تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ حکومت کوئی مستقل چیز نہیں ہے بلکہ ان حقوق کو کسی شخص کے سپرد کر دینے کا نام ہے جن کو بوجہ بہت سے لوگوں کے اشتراک کے لوگ فرداً فرداً ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کو امانت خیال کرنا چاہئے کیونکہ وہ حقوق و فرائض جن کے مجموعہ کا نام حکومت ہے کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں۔ بہ حیثیت مجموعی جماعت اُن کی مالک ہے۔

چوتھا حکم حاکم کو یہ دیا گیا ہے کہ جو کچھ تم کو دیا جاتا ہے وہ چونکہ بطور امانت کے ہے اس لئے اس کو اسی طرح محفوظ بلاخراب یا تباہ کرنے کے اپنی موت کے وقت واپس دینا ہوگا یعنی حکومت کی پوری حفاظت اور اہل ملک کے حقوق کی نگرانی رکھنی ہوگی اور یہ تمہارا اختیار نہ ہوگا کہ اس حق کو ضائع کردو۔

پانچواں امر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ حکام کو چاہئے کہ دوران حکومت میں لوگوں کے حقوق کو پوری طرح ادا کریں اور کسی قسم کا فساد پیدا نہ کریں۔ یہ نہ ہو کہ کسی فرد کی ناجائز طرفداری کرتے ہوئے اُسے بڑھا دیں اور کسی کو نیچے گرا دیں۔ کسی قوم کو اونچا کر دیں اور کسی قوم کو نیچا کر دیں۔ کسی قوم میں تعلیم پھیلا دیں اور کسی قوم کو جاہل رکھیں کسی۔ کی اقتصادی ضروریات کو پورا کریں اور کسی کی اقتصادی ضروریات کو نظر انداز کر دیں۔ بلکہ جب لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کیا جائے تو ہمیشہ عدل اور انصاف سے فیصلہ کیا جائے۔ رعایت یا بے جا طرفداری سے کام نہ لیا جائے۔

الغرض اسلام یہ کہتا ہے کہ حکومت انتخابی ہونی چاہئے اور ساتھ ہی نیابتی بھی یعنی حکمران ملک کے لوگوں کا ان کی مجموعی حیثیت میں نہ کہ بحیثیت افراد نائب ہے۔

پھر جو شخص منتخب ہو۔ وہ حکومت کو اپنی اولاد میں نسلاً یا وراثۃً منتقل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کی وفات پر وہ امانت قوم کے سپرد ہوگی اور قوم جس کو اس کا اہل سمجھے گی انتخاب کرے گی۔

یورپ اور دیگر ممالک میں آجکل یا تو ڈکٹیٹرشپ ہے یا وراثتی بادشاہت۔ یا خالصۃً جمہوریت۔ **لیکن اسلام ڈکٹیٹرشپ اور وراثتی بادشاہت کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام جمہوریت کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اس جمہوریت سے قدرے مختلف جس کو آجکل کے متمدّن ممالک اپنی فوقیت کی دلیل قرار دیتے ہیں۔** ان ممالک میں پارٹی بازی ہوتی ہے اور ہر فریق یہ چاہتا ہے کہ ان کی پارٹی کا لیڈر منتخب ہو جائے۔ خواہ قابل اور حکومت کا اہل دوسرے فریق کا لیڈر ہو۔ لیکن اسلام اس بات کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ فرقہ وارانہ جذبات سے الگ ہو کر محض قابل، لائق اور اہل شخص کو منتخب کیا جائے۔

پھر ان ممالک میں پریذیڈنٹوں کا انتخاب محض چند سالوں کے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد ایک قابل دماغ بے کار ہو جاتا ہے اور اس کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ **لیکن اسلامی آئین کی رُو سے جو منتخب ہوگا وہ ساری عمر کے لئے ہوگا۔ اور اس شخص کا فرض ہوگا کہ اپنی ساری عمر کو ملک کی بہتری کے لئے صرف کر دے۔ نہ کہ اپنی بڑائی کے حصول کے لئے لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ خلافت روحانی اور ملکی اختیارات ایک شخص کے ہاتھ میں ہوں۔**

دوسری صورت میں جبکہ صرف ملکی اختیارات کا سوال ہو۔ پریذیڈنٹ یا صدر مملکت تھوڑے عرصہ کے لے بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے انتخاب میں پھر بھی یہی بات مدّنظر رہنی چاہئے کہ اس کا انتخاب موجودہ مغربی ممالک کی پارٹی بازی کے طریق پر نہ کیا جائے۔ بلکہ خالصۃً اہلیت کو مدنظر رکھا جائے۔ اور یہ کوشش کی جاتی رہے کہ ہمیشہ ملک کا بہترین دماغ قومی خدمت کے لئے آگے آتا رہے۔

پس اسلامی اصول حکومت آج کل کے متمدن ممالک کے اصولوں سے مختلف ہیں اور اُن سے بہتر ہیں۔ اور ہمارے نزدیک جمہوریت کے مدعی ممالک میں جو طریق حکومت رائج ہے وہ درست نہیں۔

پھر اسلام کا یہ حکم ہے اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (شوریٰ: 39) کہ حکومت کے معاملات مشورہ سے طے ہونے چاہئیں۔ یعنی منتخب شدہ شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مجلس شوریٰ کے ذریعہ سے ملک کی عام رائے کو معلوم کرتا رہے اور جب ضرورت ہو عام اعلان کر کے تمام افراد سے ان کی رائے دریافت کرے تا کہ اگر کسی وقت ملک کے نمائندوں اور ملک کی عام رائے مخالف ہو جائے تو ملک کی عام رائے کا علم ہو سکے۔

پھر اگر نیابتی فرد کے وجود میں روحانی اور ملکی اختیارات دونوں جمع ہوں تو وہ مشیر کاروں کی کثرتِ رائے کو ردّ کر سکتا ہے کیونکہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص نصرت ملتی ہے اور اس کو ہر قسم کی سیاسی جنبہ داری سے بالا سمجھا جاتا ہے اور اس کی رائے کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ وہ تعصّب سے پاک ہوگی اور محض ملک وملّت کا فائدہ اُسے مدّنظر ہوگا۔ لیکن اگر وہ انتخابی فرد صرف پریذیڈنٹ یا صدر مملکت ہو تو وہ اس آئین کا پابند ہوگا جس کے ماتحت اس کا تقرر ہوا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نوے سال قبل از صفحہ 16

خدام پیدل پہنچے جہاں ہزاروں مرد، عورت، بچے، جوان اور بوڑھے سمندر کے کنارے بیٹھے سیر کر رہے تھے۔ کنارے کو صاف رکھنے کے لئے چھوٹے چھوٹے پتھر لاکھوں من وہاں بکھیرے گئے ہیں۔ جن پر چلنا ایک شور بپا کر دیتا ہے۔ گول گول پتھر اخروٹ کے برابر کے ریت کی جگہ بچھائے ہوئے ہیں۔ چلنے میں پاؤں ٹخنوں تک اندر گھس جاتا ہے اور پتھروں کی آواز سے ایک شور اُٹھتا ہے۔

سمندر کی موجوں میں عموماً بچے کھیلتے اور نہاتے نظر آتے تھے۔ کوئی کوئی عورت بھی تھی۔ بعض نوجوان بھی متوسط عمر کے لوگ کنارے پر بیٹھے ہوئے مطالعہ یا سیر میں مصروف تھے۔ ہمارے ہاں کے ہندو تیرتھ ہردوار کے میلہ کا سارنگ نظر آتا تھا اور بڑی چہل پہل تھی۔

سمندر کے اندر نصف میل کے قریب لمبا ایک پلیٹ فارم لکڑی کا بنا کر اس میں مختلف اقسام کے کھیل تماشے بنائے گئے ہیں کہیں باجا بجتا ہے تو کہیں جوا کھیلا جاتا ہے کہیں ورزش اور زور آزمائی کے کرتب دکھائے جاتے ہیں تو کہیں تھیٹر اور سینما کہیں انگریز عورتوں کے ناچ اور گیت ہیں تو کہیں کشتی و مکّہ بازی اور ہنسی تمسخر کے اکھاڑے، غرض ہر قسم کے سامان موجود تھے جن میں ہزاروں ہی آدمی جمع تھے۔ ٹکٹ فی کس 3 آنہ دینا پڑتا ہے۔ حضور نے یہ مقام بالکل نہ دیکھا اور کسی دوسرے قدرتی منظر کی طرف تشریف لے گئے۔

گاڑی برائیٹن سے 5 بج کر 5 منٹ پر روانہ ہوئی مگر حضور واپس نہ آ سکے۔ اس وجہ سے ہم لوگ سٹیشن پر ہی رہے۔ تھوڑی دیر بعد حضور تشریف لے آئے اور اس طرح ہم لوگ حضور کے ہمرکاب 5 بج کر 35 منٹ کی گاڑی پر واپس برائیٹن سے لنڈن روانہ ہوئے۔"

یہ فلم کس طرح بنی اور کس طرح دعوت الی اللہ کا موجب ہوئی؟ اس کی مزید تفصیل ہمیں "تاریخ احمدیت" جلد 4 جدید ایڈیشن میں ملتی ہے جہاں اس سفر اور فلم کے بارہ میں مزید تفصیل درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"(قیام لندن کے) دوسرے ہفتہ میں حضور برائیٹن کے قصبہ میں تشریف لے گئے اور جنگِ عظیم میں جان دینے والے سپاہیوں کی یادگار میں چھتری میں دعا کی کہ جس طرح یہ ایک نشان ہے ان لوگوں کا جو ایک دنیاوی غرض کے لئے متحد ہوئے، اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان چھتری کے نیچے مشرق ومغرب کو جمع کر دے۔ حضور نے دعا سے پہلے ایک تقریر بھی فرمائی۔ سینما والوں نے اس نظارہ کی تصویریں سینما میں دکھائیں اور اخبارات نے مفصل خبریں شائع کیں۔ حضور چھتری میں دعا کے بعد ایوانِ شاہی کو گئے اور اس کے دروازہ پر ایک ہجوم کے سامنے اپنا پیغام سنایا جس کا ترجمہ مکرم چودھری ظفراللہ خان صاحب نے پڑھا۔...... اخبار الفضل سے معلوم ہوتا ہے کہ برائٹن کی یادگار تقریب کے فلمی نظارے دنیا بھر کے سینما گھروں میں دکھلائے گئے۔ چنانچہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی رپورٹ میں ہے کہ

"خدا تعالیٰ کی قدرتیں بھی عجیب در عجیب ہیں۔ ساری دنیا میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر پہنچانے کے لئے یہ سامان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو برائٹن میں دعوت دی گئی۔ حضور تشریف لے گئے اور سارا قافلہ ہمرکاب تھا۔ ادھر فوٹوگرافروں کے دل میں تحریک ہوئی اور وہ وہاں جا پہنچے۔ انہوں نے وہ نظارے فلموں میں بھر کر سینما میں بھیج دیئے۔ اب وہ فلمیں ہیں جو عراق میں، عرب میں، مصر میں، شام میں، امریکہ و افریقہ میں غرض تمام دنیا میں چکر لگا رہی ہیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 450 مولفہ مکرم ومحترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

اللہ تعالیٰ اس ویڈیو فلم کے بنانے اور پھیلانے والوں کو بہترین اجر عطا کرے۔ آمین

......☆......☆......☆......

خلیفۂ وقت کی اطاعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفائے وقت کہتے رہے ہیں۔ جو خلیفۂ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفۂ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے اور یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا روح تھی؟ جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔"

(خطبہ جمعہ 9 جون 2006 از خطبات مسرور جلد 4، ص288)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

نامحرم عورت سے مصافحہ

رانا مشہود احمد۔ مربی سلسلہ انگلستان

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ واطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول لعلکم ترحمون۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیوں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی جائے۔ جواب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں دیا ہے کہ لعلکم ترحمون۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ رحیم و کریم ہے وہ لوگوں پر رحم کرنا چاہتا ہے اس لئے ان کی راہنمائی کے لئے رسول بھیجتا ہے۔ اور رسول کی وفات کے بعد اس کے جانشین اور خلفاء اسکی نمائندگی کرتے ہیں۔ جس طرح رسول اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نمائندگی کرتا ہے اسی طرح خلیفۃ الرسول خدا اور اس کے رسول کی نمائندگی میں قوم کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور راہنمائی کرتا ہے کہ کونسی باتیں ہیں جو خدا کی رضا کی راہوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ اور کونسی باتیں ہیں جو شیطان کے نقش قدم پر چلنے والی اور خدا سے دور لے جانے والی ہیں۔ رسول یا خلیفہ ایک ڈاکٹر کی طرح ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل نہ کرنے والا ڈاکٹر کا تو کوئی نقصان نہیں کرتا البتہ اپنا ضرور نقصان کرتا ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے ہر چھوٹے بڑے حکم کی پابندی کرنا ضروری ہے خواہ کوئی یورپ میں رہتا ہو یا دنیا کے کسی اور ملک میں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’یہ مت سمجھو کہ چھوٹے چھوٹے احکام میں اگر پرواہ نہ کی جائے تو کوئی حرج نہیں یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ جو شخص چھوٹے سے چھوٹے حکم کی پابندی نہیں کرتا وہ بڑے سے بڑے حکم کی بھی پابندی نہیں کرسکتا۔ خدا کے حکم سب بڑے ہیں بڑوں کی بات بڑی ہی ہوتی ہے۔ جن احکام کو لوگ چھوٹا سمجھتے ہیں ان سے غفلت اور بے پرواہی بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض چھوٹے چھوٹے احکام بتائے ہیں مگر ان کی عظمت میں کمی نہیں آتی۔ طالوت کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ایک نہر کے ذریعہ قوم کا امتحان ہوگیا۔ سیر ہوکر پینے والوں کو کہہ دیا فلیس منی۔ اب ایک سطحی خیال کا آدمی تو یہی کہے گا کہ پانی پی لینا کونسا جرم تھا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سکھانا مقصود تھا۔ وہ جنگ کے لئے جا رہے تھے اس لئے یہ امتحان کا حکم دے دیا اگر وہ اس چھوٹے سے حکم کی اطاعت کرنے کے قابل بھی نہ ہوں گے تو پھر میدان جنگ میں کہاں مانیں گے؟ بہر حال اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں حکمتیں ہیں اور اگر انسان ان پر عمل کرتا رہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایمان نصیب کر دیتا ہے۔ اور اپنے فضل کے دروازے کھول دیتا ہے۔

غرض شرائع میں حکمتیں ہیں اگر ان کی حقیقت معلوم نہ ہو تو بعض وقت اصل احکام بھی جاتے رہتے ہیں اور پھر غفلت اور سستی پیدا ہو کر مٹ جاتے ہیں۔ کسی جنٹلمین نے لکھ دیا کہ نماز کسی بنچ یا کرسی پر بیٹھ کر ہونی چاہئے کیونکہ پتلون خراب ہو جاتی ہے۔ دوسرے نے کہ دیا کہ وضو کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اس سے کفیں خراب ہو جاتی ہیں۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی تو رکوع اور سجدہ بھی ساتھ ہی گیا۔ اگر کوئی شخص ان کو حکمت سکھانے والا ہوتا اور انہیں بتاتا کہ نماز کی حقیقت یہ ہے، وضوء کے یہ فوائد ہیں اور رکوع اور سجود میں یہ حکمتیں ہیں تو یہ مصیبت کیوں آتی اور اس طرح وہ دین کو کیوں خیر باد کہتے۔ مسلمانوں نے شرائع کی حکمتوں کے سیکھنے کی کوشش نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت لوگ مرتد ہو رہے ہیں اگر کوئی عالم ان کو حکمتوں سے واقف کرتا تو کبھی دہریت اور ارتداد نہ پھیلتا۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 46-45 کتاب منصب خلافت)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک قوم کے زندہ ہونے کی پہچان اس کے قومی کیریکٹر کو قرار دیتے ہیں جو مضبوط ہوتا ہے اور اس قوم سے تعلق رکھنے والا ہر فرد لومۃ لائم کی پرواہ کے بغیر اس پر کاربند رہتا ہے۔ فرمایا:

’’ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ داڑھی رکھنے میں کیا فائدہ ہے۔ یا ہیٹ پہننے میں کیا حرج ہے؟ میں اس کے فوائد بھی بتا سکتا ہوں مگر میں کہتا ہوں کہ سوال دوسری طرح اس پر بھی تو ہوتا ہے کہ رکھنے میں کیا فائدہ ہے اور ٹوپی پہننے میں کیا نقصان ہے۔ ان باتوں کو صحیح نقطہ نگاہ سے دیکھو اور وہ ہماری قومی کیریکٹر ہے۔ پس قومی کیریکٹر کو قائم رکھو کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ کتے کی طرح پیچھے چلتے ہو۔

اس کو خوب یاد رکھو کہ نقل علم میں ہوتی ہے کیریکٹر میں نہیں ہوتی۔ اور وہ نقل جو علم میں ہوتی ہے غلامی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا نام اڈاپٹیشن ہوتا ہے اور یہ اڈاپٹیشن تدریجی ہوتی ہے۔ غلامی کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ واقعات کے باریک اثر کے ماتحت ہوتا ہے۔ اسلام تم کو ہر قسم کی غلامی اور بدترین غلامی جو دماغی غلامی ہوتی ہے اس سے نجات دیتا ہے۔ میں نہایت افسوس اور تکلیف سے کہتا ہوں کہ یہاں آنے والوں نے مبلغ سے لے کر نیچے تک غلطی کی ہے کہ عورتوں سے مصافحہ کرتے رہے ہیں حالانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ نہیں کیا۔ پھر کیا تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہو۔ میں جب اس کا خیال کرتا ہوں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ سوال لاء کا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ میں جانتا ہوں ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو مبادی کے انتہائی نقطہ تک پہنچ جائیں۔ اور ان پر اثر نہ ہو۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو اس سے بھی آگے ہوں کہ وہ ایک جگہ لیٹے ہوئے ہوں اور پھر بھی پاک ہوں۔ بلکہ اس سے آگے جا کر بھی ان کے قلب متاثر نہ ہوں۔ یہ ممکن ہے لیکن ان کی مثال دوسروں کے لئے نہیں ہوسکتی۔ ہم قانون کو دیکھیں گے کہ وہ کیا حکم دیتا ہے۔

شریعت کمزوروں کا خیال رکھتی ہے۔ اور وہ عام قانون دیتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ممکن تھا کہ دست بکار و دل بہ یار کے ماتحت نماز روزہ ترک کر دیا جاتا اور ایسے لوگ ہو سکتے تھے کہ فی الحقیقت دنیا کی مصروفیت ان کو اپنے مولیٰ سے الگ نہ کرسکتی مگر یہ نماز روزہ اور ظاہری احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ساقط نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ ایک قانون عمومی تھا... ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے طرزِ عمل سے یہ ثابت کر دیں کہ قومی طور پر ہم ایک چٹان ہیں۔ کوئی چیز ہم کو جنبش نہیں دے سکتی...

جب تک ہمارے طالب اپنے لباس اپنے چہرہ اور اپنے کھانے پینے کی احتیاط سے ثابت نہ کر دیں کہ وہ احمدی ہیں۔ اور یہ ان کا قومی کریکٹر ہے۔ اس وقت تک کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ دیکھوں ہندوستان میں ہر جگہ احمدی کی شناخت کر لیتے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگ اپنے طبقہ کے احمدیوں کو داڑھیاں رکھنے اور نمازوں کی پابندی سے پہچان لیتے ہیں۔ دوسرے لوگ بھی احمدیوں کے چال چلن اور طرز عمل سے ان کو جھٹ پہچان لیتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں بھی یہی بات ہو۔ ابھی تک یہاں یہ بات نہیں کہ احمدی ہندوستانیوں یا دوسروں سے ممتاز ہوں۔ جب ایسا ہوگا۔ خود بخود لوگوں کو نہ صرف توجہ ہوگی۔ بلکہ وہ عزت کریں گے۔ جب وہ ان کو دیکھیں گے کہ اپنے قومی کریکٹر میں مضبوط ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس لباس میں ہم پر ہنستے ہیں میں تو کہتا ہو کہ اگر اینٹ پتھر بھی ماریں تو تب بھی ان کو اس پر قائم رہنا چاہئے۔ جب وہ اس پر قائم رہیں گے تو لوگ خود تسلیم کرلیں گے کہ یہ غلام نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’چند دن ہوئے میں ایک دعوت میں گیا۔ وہ جرنیل صاحب جن کے اعزاز میں دعوت دی گئی تھی وہ چونکہ پہلے مجھ سے مل چکے تھے اسلئے خیال نہ تھا کہ وہ اپنی لیڈی کو تعارف کروانے کیلئے لائیں گے مگر وہ لے آئے۔ جب انہوں نے انٹروڈیوس (Introduce) کرایا تو لیڈی صاحبہ نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ چونکہ میں شرعی طور پر اس بات کا قائل ہوں کہ مردوں کو غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا چاہئے اس لئے میں نے مصافحہ نہ کیا۔......اگر کوئی مجھے یہ ثابت کر دے کہ قرآن اور حدیث کی رُو سے مصافحہ کرنا جائز ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ کیونکہ ولایت میں ہمارے مبلغوں کو مصافحہ نہ کرنے کی وجہ سے بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ ابھی ایلن بی ہمارے لندن مشن میں آئے انہوں نے یہ نہ لکھا تھا کہ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی ہوگی۔ اگر یہ معلوم ہوتا تو انہیں مصافحہ نہ کرنے کی اطلاع دے دی جاتی۔ وہ اپنے عہدہ کے لحاظ سے بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں، مذہبی لحاظ سے بھی ان کی بڑی عزت کی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے شام کو فتح کیا تھا جسے عیسائی مقدس ملک سمجھتے ہیں اور فوجی لحاظ سے وہ فیلڈ مارشل ہیں۔ اتنے بڑے آدمی کی بیوی کیساتھ ہمارے مبلغ نے مصافحہ نہ کیا کیونکہ ہمارا مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا یا کم از کم ہمارے نزدیک نہیں دیتا۔ اور جب ہم اس مذہب کو مانتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ سچائی اور دیانتداری سے مانیں۔ چونکہ مبلغ کو میری طرف سے ہدایت تھی کہ مصافحہ نہ کیا جائے اسلئے اس نے نہ کیا۔ اور وہ تھوڑی دیر مجلس میں بیٹھ کر چلے گئے۔ ممکن ہے بڑے لوگ تھے زیادہ دیر نہ بیٹھ سکنے کی وجہ سے چلے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے برا منایا ہو۔ تو بظاہر اس میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے مگر ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 25-424 سال 1928)

خلفائے احمدیت نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے مرد و زَن کے لئے نامحترم مرد یا عورت سے مصافحہ ناپسند فرمایا۔ چنانچہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ اکتوبر 2013ء کو آسٹریلیا میں ارشاد فرمایا کہ

’’کسی احمدی کو کسی لڑکی کو کسی بات میں کومپلیکس میں نہیں آنا چاہئے کہ مردوں میں بعض دفعہ سلام کرنا پڑھ جاتا ہے۔ کوئی ضرورت نہیں سلام کرنے کی۔ جب منع ہے مردوں سے ہاتھ ملانا، اس کی پابندی ہونی چاہئے۔ اسی طرح مردوں کو بھی یہی کوشش کرنی چاہئے کہ عورتوں سے ہاتھ نہ ملائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے تو پھر ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی جو بظاہر چھوٹا لگے عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے‘‘۔

حضور انور کے اس تازہ ارشاد کے پیش نظر رسالہ Review of Religions کے شکریہ کے ساتھ ایک مضمون جو مکرم ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب نے اس رسالہ کے شمارہ مئی 1925ء میں لکھا تھا کسی قدر تبدیلی کے ساتھ قارئین کے افادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نامحرم عورت سے مصافحہ

ہم اپنے مکرم و معظم ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے ممنون ہیں کہ آپ کچھ نہ کچھ وقت نکال کر اپنے رشحاتِ قلم سے سیراب آرزو فرماتے اور ہماری معلومات بڑھاتے ہیں۔ غالباً ڈاکٹر صاحب پہلے نوجوان ہیں جنہوں نے عہد خلافتِ ثانیہ میں اپنے علم کو فلسفۂ دین کی تائید میں خرچ کر کے ایک قابلِ تقلید مثال پیش کی ہے۔ ڈاکٹری تشریحات کچھ فاش گفتاری چاہتی ہیں اور بغیر اس کے وہ علمی بات ذہن نشین اور ثابت نہیں ہوسکتی۔ دوسری طرف مجھے یہ بھی خیال رہتا ہے کہ رسالہ خواتین بھی پڑھتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہے ایسا طریق اختیار کیا جاتا ہے کہ اشاروں اور کنایوں میں طلب ادا ہو جائے لیکن تاہم بعض مسائل کھلی تشریح کو چاہتے ہیں اور ان کا سمجھانا مقدم ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایسے مضامین کو بہت توجہ و دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔

مضمون کی اہمیت اور سپرد قلم کرنے کی ضرورت

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام کے سب احکام اپنے اندر ایک باریک فلاسفی اور حکمت رکھتے ہیں۔ گو یورپ ایک عرصہ سے خدا کے راستبازوں کو جھٹلاتا اور اس کے احکام کی ہتک کرتا رہا ہے۔ مگر اب موجودہ علوم اور خاص کر علم النفس کے مطالعہ نے اس کو بتا دیا ہے کہ اسلام کے سب احکام اپنے اندر بہت سے فوائد اور حکمتیں رکھتے ہیں۔ یہ عاجز خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس مضمون میں نامحرم عورت کے ساتھ مصافحہ کی حرمت کی وجہ اور اس کی فلاسفی از روئے طب و علم النفس بتائے گا اور عورتوں سے مصافحہ اور کھلے میل جول کے مضر اثرات اور بُرے نتائج کو بیان کرے گا جس سے اسلام کے اس عظیم الشان مسئلہ کی فلاسفی آپ لوگوں پر

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

بخوبی واضح ہو جائیگی جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الہام کے ذریعہ آج سے تیرہ سو برس پہلے دنیا کو بتایا۔

حصولِ تقویٰ اور عفت کے قیام کے لئے اس اہم مسئلہ پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ مگر افسوس ہمارے دیگر مسلمان بھائی اس حکم کی اہمیت اور اس کی خلاف ورزی کے نقصان کو نہیں سمجھے۔ چنانچہ اسلام کے اس نہایت ضروری حکم کی ہمارے نوجوان مغربی ممالک میں جا کر صریح خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس طرح اسلام کے پاکیزہ احکام کی ہتک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ میں باوثوق کہتا ہوں کہ آج مسلمان کہلانیوالے لوگوں میں سے شائد ہی کوئی ایسا فرد بشر ہو جس کو کسی یورپین لیڈی سے مصافحہ کرنے کا موقع ملا ہو اور اس نے ہاتھ ملانے سے انکار کیا ہو۔ مسلمانوں نے یورپ میں اسلام کے اس حکم کی اتنی آزادی کے ساتھ اور کھلے طور پر خلاف ورزی کی ہے کہ ان لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام نامحرم عورتوں سے مصافحہ کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ پچھلے سال جب ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ولایت میں مع اپنے بارہ اصحاب کے تشریف لے گئے اور انہوں نے اسلام کے اس حکم پر سختی سے عمل کیا اور اس طرح وہاں کے طلباء کو بتا دیا کہ ولایت میں بھی مسلمانوں کا عورتوں سے مصافحہ کرنے کے بغیر کام چل سکتا ہے تو ان لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ یہ مسئلہ حضرت صاحب نے خود ایجاد کیا ہے یا شائد حضرت احمد نبی اللہ نے صرف احمدیوں کو نامحرم سے مصافحہ کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ غالبًا اسی امتیازی نشان کو دیکھ کر سر ٹامس آرنلڈ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ اسلامی مذہب کا حصہ نہیں۔ مگر میں ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے اور ان کی مزید واقفیت کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم احمدی لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستور کے مطابق عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے۔ گو عام مسلمان اس کے متعلق کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

كان رسول اللهصلى الله عليه وسلم لا يصافحن النساء۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ پھر فرمایا: انّی لا اصافحن النساء۔ یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک اور جگہ آتا ہے: ما مس رسول الله صلى الله عليه وسلم با مرءٍ قط کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی بیعت ہاتھ میں ہاتھ لے کر نہ لیا کرتے تھے۔ بلکہ صرف زبانی کلمات فرماتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ عام مسلمانوں نے اس حکم کو نظر انداز کر رکھا ہے اس لئے ہمارے موجودہ خلیفۃ المسیح اس حکم کی احمدیوں سے سختی سے تعمیل کراتے ہیں۔ ورنہ یہ حکم ان کی اپنی طرف سے نہیں۔ عام مسلمانوں کی اس حکم کی خلاف ورزی اور اس کے سوسائٹی پر مضر اثرات کو دیکھ کر عاجز کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ نامحرم سے مصافحہ کے برے نتائج سے اپنے نوجوان بھائیوں کو مطلع کر دوں۔ چونکہ آج کل کے نئے تعلیم یافتہ طلباء یورپ کی موجودہ تحقیقاتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض تو مغربی فلسفہ اور طب کی بات کو الہامی کلام سے بھی زیادہ وقعت دیتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے دوستوں کو بتاؤں کہ مصافحہ کی ابتدا کس طرح ہوئی اور اس کے سوسائٹی اور اخلاق پر علم النفس اور طب کی رو سے کیا اثرات ہیں۔ اس تمہید کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مصافحہ کا مغربی ممالک میں عام رواج

عورتوں سے مصافحہ کا رواج مغربی ممالک میں بہت عام ہے اور اس کو ان مہذب ممالک میں سوسائٹی کا ایک ضروری جزو قرار دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب کوئی دو دوست مرد و عورت ملتے ہیں تو وہ آپس میں ہاتھ ملاتے ہیں اور تعارف کراتے وقت بھی اس رسم کا (جو میرے نزدیک محض ایک عادت ہے) ادا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ہاتھ ملا کر خوب دبانا یا جھٹکا دینا زیادہ پیار اور محبت کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ ادھر مصافحہ کو سوسائٹی کی روح رواں قرار دیا جا رہا ہے اور ادھر اسلام یہ کہتا ہے کہ یہ سوسائٹی کے لئے سمِ قاتل ہے۔ کیونکہ اس کا مرد و عورت کے اخلاق اور روحانیت پر مضر اثر پڑتا ہے اور بدی کا احتمال ہے۔ اس لئے اس قبیح رسم کو جلد بند کرنا چاہئے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مشاہدہ اور علم طب و علم النفس کی رو سے کون اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں مصافحہ کے نقصان کو طب کی رو سے بیان کروں، میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس رسم کی ایجاد کس طرح پر ہوئی۔ کسی رسم کی ابتدا کا علم اس لئے ضروری ہے کہ بعض باتیں خاص وقت یا خاص حالات کے ماتحت ضروری ہوتی ہیں اور ان حالات کے بدلنے کے بعد ان کی ضرورت نہیں رہتی مگر انسان اس کو محض رسمی طور پر یا عادتاً کرتا جاتا ہے جس سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

مصافحہ کی ابتداء کس طرح پر ہوئی

انسان اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار عموماً تین طرح سے کرتا ہے۔ اوّل تحریر دوم تقریر اور تیسرے اشاروں سے۔ ان میں سے اشاروں کا طریق سب سے ابتدائی اور ادنیٰ ناقص طرز اظہار ہے۔ اور یہ طرز ابتدا میں جبکہ زبان کوئی نہ تھی اور سوسائٹی محفوظ نہ تھی لوگوں نے اختیار کیا جو کہ اب بھی بعض حبشی اقوام میں رائج ہے۔ جوں جوں زمانہ نے ترقی کی تو قوت بیانیہ بھی بڑھتی گئی (جو کہ دماغی قوت کے بڑھنے کا لازمی نتیجہ تھی) اور انسان نے اپنے خیالات اور جذبات کے اظہار کے لئے زبان کو استعمال کرنا شروع کر دیا جس سے مختلف زبانیں پیدا ہو گئیں۔ اس کے بعد جب دماغی قویٰ نے اور ترقی کی تو انسان کے ہاتھ میں لکھنے کی طاقت پیدا ہو گئی جس سے ایک تیسرا ذریعہ خیالات کے اظہار کا پیدا ہو گیا۔ اس کی مثال ہم بچہ میں دیکھتے ہیں کہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ پہلے اپنے خیالات اور خواہشات کا اظہار اشاروں سے کرتا ہے۔ ماں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ زبان کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ زبان سے الفاظ کہنے شروع کر دیتا ہے اور اس کے بہت مدت بعد وہ تحریر کے ساتھ اظہار کرنا سیکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہاتھ کے اشاروں سے زبان سے بولنے کی ابتدا ہوتی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ پیدائشی گونگے اشاروں سے اور ہاتھوں سے زبان کا کام لیتے ہیں۔ اسی طرح جن کی زبان میں لکنت ہوتی ہے وہ بھی بعض خاص الفاظ کو بولتے وقت سر کو ہلاتے یا ران پر ہاتھ مارتے ہیں۔ مصافحہ کی ابتدا بھی اسی طرح پر ہوئی۔ جب انسان کے علوم تکمیل کو نہ پہنچے تھے اور زبان اور معانی میں ایسی ترقی نہ ہوئی تھی کہ اپنے دلی جذبات اور خیالات کا انسان پورے طور پر دوسرے پر اظہار کر سکے۔ اس وقت تصویری زبان سے زیادہ کام لیا جاتا تھا اور ظاہری حرکات اور سکنات کو زبان کا قائم مقام بنا لیا جاتا تھا۔ مصافحہ کا طریق بھی اسی اصل کے ماتحت جاری ہوا۔ یعنی ایک انسان دوسرے کا ہاتھ پکڑتا تھا۔ جو اس امر کے اظہار کے لئے تھا کہ تیرا دوست میرا دوست اور تیرا دشمن میرا دشمن۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم ایک دوسرے کے ممد اور معاون رہیں گے۔ یعنی یہ ایک قسم کا معاہدہ تھا۔ تو پہلے پہل محبت اور تعلق کے اظہار کے لئے مصافحہ شروع ہوا اور یہ ایک ابتدائی کمزوری کا نتیجہ تھا۔ اب متواتر عادت سے یہ طبیعت ثانی بن گئی ہے۔ اس لئے اس کا چھوڑنا مشکل ہے۔ اب جب کہ قوت بیانیہ بہت بڑھ گئی ہے اور انسان اپنے خیالات، جذبات اور خواہشات کا اظہار زبان سے یا تحریر سے بخوبی کر سکتا ہے تو اس ناقص طریق کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کے استعمال سے بدی کا احتمال ہے اور مرد و عورت کے اخلاق اور روحانیت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے اس رسم کو ہمیں جلد خیر باد کہنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے بہتر اور محفوظ طریقِ اظہار ہمارے پاس موجود ہیں۔ اس وقت یورپ میں مصافحہ کا رواج محض عادت سے بڑھ کر نہیں جس میں یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کی بلا ضرورت اور بلا سوچے سمجھے تقلید کر رہے ہیں۔

نامحرم سے مصافحہ کے خطرات

علم النفس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اندر مختلف قویٰ ہیں۔ بعض متاثر اور بعض مؤثر ہیں۔ اوّل الذکر طاقت سے انسان دوسرے کے اچھے یا برے خیالات کو لیتا ہے اور ثانی الذکر طاقت سے دوسرے پر اپنے اچھے یا برے خیالات منتقل کرتا ہے۔ یہ دونوں طاقتیں کم و بیش سب میں پائی جاتی ہیں۔ مگر یہ مسلمہ امر ہے کہ عورتوں میں قوتِ مؤثرہ کم ہوتی ہے اور وہ دوسرے کا اثر جلد قبول کر لیتی ہیں مگر اثر ڈال بہت کم سکتی ہیں۔ اسی لئے ان کو آسانی سے ہپناٹائز کیا جا سکتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عورتوں پر مردوں کے برے خیالات کا اثر جلد پڑ سکتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ خیالات اور جذبات کے منتقل کرنے کے کون سے مختلف ذرائع ہیں؟ اول تو قوتِ بیانیہ یعنی زبان ہے۔ دوسرے آنکھیں یعنی قوتِ باصرہ اور تیسرے قوتِ لامسہ یعنی چھونا ہے۔ ان تین طریقوں سے انسان اپنے اچھے یا برے خیالات کا اثر دوسرے پر ڈال سکتا ہے۔ اسلام چونکہ ایک کامل مذہب ہے جس نے بدی کے موجبات کا دروازہ بند کیا ہے۔ لہٰذا اس نے بدی کو جڑھ سے ہی اکھیڑ دیا ہے۔ اول مرد و عورت کے کھلے میل جول اور ہاتھ ملانے سے بعض نقائص اور بدیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اور ان کے اخلاق اور روحانیت پر برا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس لئے اسلام نے پردہ کا حکم دیا اور مصافحہ سے منع کر دیا۔ دوسرا ذریعہ اثر ڈالنے کا قوتِ باصرہ یعنی آنکھ تھی۔ اس سے بھی خطرات اور نقائص پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس وجہ سے آنکھ کی آزادی کو بھی روک دیا اور مرد عورت دونوں کو حکم دیا کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی نہ چھوئیں۔ زبان کو اسلام نے نہیں روکا کیونکہ اس پر قید لگانے سے ضروریاتِ زندگی میں سخت روک پیدا ہو جاتی تھی۔ اس واسطے بات چیت کرنے کو جائز رکھا کیونکہ اس سے کسی نقص کا اندیشہ نہیں۔

طب کی رو سے مصافحہ کے خطرات

(طبی لحاظ سے بھی اب یہ ایک باقاعدہ ثابت شدہ امر ہے کہ مرد و عورت کے آپس میں مصافحہ کرنے سے مردوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص ایسے جذبات ابھر سکتے ہیں جن کا نتیجہ برائی کی انتہاء ہو سکتا ہے۔ بعض محققین نے قوتِ لامسہ پر کئی جلدوں پر مشتمل اپنی تحقیقات کو شائع کیا ہے جس میں انہوں نے مرد و عورت کے باہم مصافحہ سے ابھرنے والے جذبات کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کا اقرار کیا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو برائی سے ہی نہیں منع کرتا بلکہ برائی کی وجوہات اور اس کی طرف لے جانے والے راستوں کو بھی مسدود کر دیتا ہے۔

یہ ان عمیق در عمیق حکمتوں میں سے ایک ہے جس کی بنا پر اسلام نامحرموں سے مصافحہ کی اجازت نہیں دیتا۔)

مردوں کا آپس میں مصافحہ کیوں جائز ہے؟

سوال ہو سکتا ہے کہ اگر عورت مصافحہ سے مرد کے برے خیالات کے اثرات کو قبول کر سکتی ہے تو کیا مرد نہیں کر سکتے اور مردوں کو آپس میں مصافحہ کی کیوں اجازت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ برے خیالات ایک دوسرے میں اس وقت منتقل ہوتے ہیں جب ایک دوسرے کی ذات کے متعلق ہوں۔ ایک مرد کو دوسرے مرد کے متعلق بُرے خیالات اس کی ذات کے متعلق نہیں ہو سکتے۔ عورتوں میں فطرتاً قوتِ متاثرہ زیادہ ہے۔ اس لئے وہ بُرے اثر کو نسبتاً جلد قبول کر لیتی ہیں۔ اول تو ایک صحیح الفطرت شخص کو دوسرے مرد کے متعلق خیالات آتے ہی نہیں۔ کیونکہ یہ امر خلافِ فطرتِ انسانیہ ہے۔ لیکن اگر کسی ناقص الفطرت شخص کو ایسا خیال آ بھی جائے تو اس کے بد اثر کو دوسرا مرد جس میں قوتِ مؤثرہ کافی ہے قبول نہیں کرے گا اور اس کے برعکس حالت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جبکہ دوسرے مرد کی قوتِ متاثرہ یا قوتِ ارادی بہت کم ہو جو شاذ کے حکم میں آ سکتی ہے۔

کیا مصافحہ پیار بڑھانے کا ذریعہ ہے؟

ولایت میں ایک انگریز نے سوال کیا کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یورپ میں ہوتے تو ضرور مصافحہ کو جائز قرار دیتے کیونکہ یہ پیار اور محبت کو بڑھانے کا ذریعہ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں محبت اور پیار بڑھانے کو آئے تھے نہ کہ روکنے کی غرض سے۔ اس کا جواب ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کو یہ دیا تھا کہ جب ایک چیز کو دوسرے کے لئے قربان کیا جاتا ہے تو یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ کونسی چیز اس قابل ہے کہ اس کو دوسری پر قربان کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس لئے آئے تھے کہ مرد و عورت دونوں کی روحانیت بڑھے۔ بدی اور بد خیالات دور ہوں اور وہ ایسے پاک ہو جائیں کہ ان کا خدا سے تعلق پیدا ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی غرض یہ بھی تھی کہ بنی نوع انسان کو ایک دوسرے سے تعلق اور محبت ہو۔ مگر تعلق اور محبت کو بڑھانے کے لئے صرف ہاتھ کا ملانا اور مردوں کا میل جول ہی نہیں بلکہ محبت کے بڑھانے کے اور بہت سے ذرائع ہیں۔ ہاتھ ملانا صرف ایک ابتدائی کمزوری کی وجہ سے قوتِ بیانیہ کی کمزوری کا نتیجہ تھا۔ اب وہ ایک عادت سے بڑھ کر نہیں۔ مگر چونکہ یہ عادت روحانیت اور پاکیزگی کے رستہ میں روک تھی اور مقصدِ اعلیٰ کو اس سے ٹھوکر لگتی تھی، اس لئے اس کو روک دیا گیا۔ ایک طرف روحانیت، پاکیزگی اور تعلق باللہ ہیں اور دوسری طرف ایک عادت کا سوال۔ پس ان میں دیکھ لینا چاہئے کہ ان میں سے کس چیز کو دوسرے کے لئے قربان

کرنا عقلمندی ہے۔ پھر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی تعلیم ہر ملک پر اور ہر زمانہ کے لئے ہے اور کامل اور اکمل تعلیم ہے۔ اس زمانہ میں جو کچھ حالات یورپ میں پیدا ہو رہے ہیں، ان کا بھی خدا کو علم تھا۔ پس اس عالم الغیب ہستی نے ہی ایسا حکم اپنے رسول کی معرفت دیا۔ اس لئے یہ سوال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر یورپ میں ہوتے تو مصافحہ جائز رکھتے ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا۔

کیا مغرب میں مصافحہ کا روکنا مشکل ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغرب میں مرد و عورت کے ہاتھ ملانے کو ایک دم چھڑانا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ ان میں عادت بن گئی ہے۔ مگر بری عادتیں بھی تو ہمت اور استقلال کے ساتھ چھوڑی جاسکتی ہیں۔ انبیاء کے دنیا میں آنے کی یہی بڑی غرض ہوتی ہے کہ وہ بری عادتیں چھڑائیں اور بھلی باتیں قائم کریں۔ وہ ہمیشہ ایسے وقت میں آتے ہیں جب زمانہ کی رَوان کی تعلیم کے خلاف چل رہی ہوتی ہے۔ مگر وہ اس رَو کو پلٹ کر دکھا دیتے ہیں۔ بلکہ ان کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ زمانہ کے خلاف چل کر کامیاب ہوتے ہیں۔ عرب میں بھی ہاتھ ملانے کا رواج تھا تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ ہمیں یقین ہے کہ اسی طرح اس زمانہ کا مامور و مرسل حضرت احمد جری اللہ بھی موجودہ زمانے کی رَو کو پلٹ دے گا اور ان کی بری عادتوں کو چھڑانے میں کامیاب ہوگا۔ پس یقین رکھو کہ یورپ اس کو مانے گا اور ضرور مانے گا۔ اب وقت آگیا ہے کہ یورپ اسلام کے سامنے اپنی گردن جھکا دے اور اپنے تمام پرانے ہتھیار ڈال دے۔ اب ہم مضمون کے خاتمہ پر پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے میں اپنے نوجوان بھائیوں کو پھر یاددہانی کراتا ہوں کہ نامحرم سے مصافحہ کے نتائج سخت خطرناک ہیں۔ اس لئے ان کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ مغرب میں عورتوں سے ہاتھ ملانے کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس کی مثالیں موجود ہیں۔ ہمارے خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پچھلے سال ایک مذہبی کانفرنس کے موقع پر اپنے بارہ اصحاب کے ساتھ ولایت تشریف لے گئے اور انہوں نے بڑے بڑے لارڈوں، ایڈیٹران اخبار، سفراء اور وزراء سے ملاقاتیں کیں۔ دعوتوں اور ٹی پارٹیوں میں بھی مدعو کئے گئے۔ جہاں پر لیڈیوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملایا۔ اسی طرح ہمارے مسلم مشنری جو ولائت اور امریکہ میں مقیم ہیں وہ بھی عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے۔

یاد رکھو کہ اس میں عورت کی کوئی ہتک نہیں۔ ہاں اگر کوئی لیڈی ہاتھ بڑھا دے اور پھر اس سے ہاتھ نہ ملایا جائے تو وہ ہتک خیال کرتی ہے۔ مگر اس کا علاج آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ تعارف سے پہلے یہ بتا دیا جائے کہ میرے مذہب میں ہاتھ ملانا منع ہے تو پھر وہ آپ کے مذہبی احساسات کا پاس رکھ کر آپ سے ہاتھ ملانے کی کوشش نہ کریں گی۔ ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم عورتوں کی جہاں تک ہوسکے عزت کریں۔ مگر مصافحہ سے اس لئے منع کیا ہے کہ یہ ان کے لئے اعلیٰ تقویٰ کے حصول میں روک پیدا کرتا ہے نہ اس لئے کہ عورتوں کی ہتک ہو۔ ہمیں بفضلِ خدا یقین ہے کہ یورپ جلد اسلام کی تعلیم کی خوبیاں اپنے اندر محسوس کرے گا اور اپنا پرانا تمدن چھوڑ کر اسلامی تمدن کو خوش آمدید کہنے پر مجبور ہوگا۔ چنانچہ اس کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ بعض انگریز لیڈیوں نے اب مردوں سے مصافحہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ ہالینڈ میں ہماری ایک احمدی بہن مس بٹ نے اس کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور نہ صرف خود بلکہ دوسری عورتوں کو بھی مصافحہ چھوڑنے کی ترغیب دے رہی ہے۔

اب میں سب بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاق اور روح کی درستی، روحانیت کو بڑھانے اور تعلق باللہ کو قائم کرنے کے لئے اس مضر رسم کو جو ایک عادت سے بڑھ کر نہیں، چھوڑ دیں کیونکہ اس سے بدی کا احتمال ہے۔ تعلق اور محبت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوتِ بیانیہ دی ہے۔ اس لئے اب ہمیں اس تصویری زبان کی ضرورت نہیں جو کہ ابتداء میں استعمال کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان بھائیوں کو اسلام کے اس حکم کی فلاسفی کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یورپ کے لوگوں کو بھی جلد اسلامی تمدن کی خوبیوں کو سمجھنے اور اس کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین'

مضمون کے آخر میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ اسلام وہ پہلا مذہب اور وہ پہلی تہذیب ہے جس نے عورت کی عزت اور اس کے شرف کو دنیا میں قائم کیا۔ اس کی حفاظت کے سامان پیدا فرمائے اور اسے اپنے مقام اور مرتبہ کا ادراک دیا۔

دنیا میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یورپ و امریکہ میں ہی عورت کو صحیح معنوں میں آزادی حاصل ہے اور یہیں پر وہ ایک آزاد اور خودمختار زندگی گزار سکتی ہے۔ جبکہ اگر غور کیا جائے تو ایک عورت چاہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقے میں بستی ہو، اگر وہ صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو تب ہی وہ اپنی عصمت کی حفاظت اور صحیح معنوں میں آزاد اور خودمختار زندگی گزار سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کے لیے حدود مقرر کر رکھی ہیں۔ اگر ہر فردِ بشر اپنے لیے مقرر کردہ حدود کا پاس کرنا شروع کر دے تو معاشرہ حقیقی معنوں میں امن کا گہوارہ دار بن جائے۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ ایک مومن مرد کے دل میں عورت کے لئے جو عزت اور احترام کے جذبات پائے جاتے ہیں، یہ انہی جذبات کا اظہار ہے کہ وہ غیر عورت سے مصافحہ کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافتِ احمدیہ جیسی لازوال نعمت سے سرفراز فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت قدم بقدم ہماری رہنمائی اور ہماری بھلائی کی خاطر ہمیں تازہ بتازہ نصائح سے نوازتے ہیں۔ اگر ہم غور کریں تو حضورِ انور قرآن کریم کی تعلیمات اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہر زمانہ کے لحاظ سے اٹھنے والے سوالات کا جواب ہمارے سامنے رکھ کر ہماری ہدایت کا سامان فرماتے ہیں۔

اب ہمارا کام ہے کہ ہم حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کے سامان کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

وقت کی قدر کرو!

’’اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم:8) اگر تم شکر کرو تو مجھے قسم ہے کہ میں تم پر اپنے احسانات کو اور بھی وسیع کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔ اس آیت کے ماتحت جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں سخت دُکھ پاتے ہیں۔ اور آخر وہ نعمت اُن سے چھین لی جاتی ہے۔‘‘

’’ہمارے لئے تو دو نمونے بھی موجود ہیں۔ حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اس بیماری اور ضعف میں بھی سارا دن تصنیف و تالیف کے کام میں لگے رہتے تھے اور کسی وقت فارغ نہ بیٹھتے تھے اور جس وقت دیکھو دین کی فکر میں محو تھے۔ یہ تو ہے ہمارے امام کا نمونہ۔ دوسرا نمونہ اس کے خلیفہ کا ہے۔ جو لوگ قادیان آتے جاتے رہتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس بڑھاپے میں حضرت خلیفۃ المسیح صبح سے شام تک علم کے حاصل کرنے اور علم پڑھانے میں کس طرح مشغول رہتے ہیں باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں نے محنت سے منع کیا ہے مگر آپ ان دونوں شغلوں سے ایک دم فارغ نہیں رہ سکتے۔ پس ان دو نمونوں کے ہوتے ہوئے اگر ہم اپنے اوقات کو ضائع کریں تو کس قدر افسوس ہے۔‘‘

’’اپنے اوقات کو عمدگی کے ساتھ صرف کرو۔ جتنا وقت دنیاوی کاموں میں خرچ کرنا ضروری ہو ان پر صرف کرو۔ اور بقیہ اوقات کو بجائے یوں ہی عبث ضائع کرنے کے دین کے سیکھنے اور اس کی اشاعت میں خرچ کرو۔ دشمن بہت ہیں اور ہم تھوڑے ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے اوقات کو نہایت کفایت شعاری سے خرچ نہ کریں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وقت ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس کی قدر کروں۔ تاکہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے تحت خدا تمہیں ترقی دے۔‘‘

(الفضل 18/جون 1913ء)

نظارت نشر و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

Selected Sayings of the Holy Prophet of Islam

ارکان ایمان و ارکان اسلام اور دینی دنیوی معاشی اخلاقی روحانی تعلیمات پر مشتمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتخب احادیث کا مجموعہ ہے جو پہلی بار جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر شائع ہوا۔ موجودہ ایڈیشن 69 صفحات پر مشتمل عربی متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ خوبصورت ٹائٹل اور عمدہ پرنٹنگ میں نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔

صدق المسیح

ایک معترض احمدیت نے خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر کذب بیانی کا الزام لگاتے ہوئے اعتراضات پر مشتمل ایک فولڈر شائع کیا۔ جسکے جواب میں "صدق المسیح" کے نام سے 60 صفحات کا ایک کتابچہ مکرم مولوی باسط رسول ڈار صاحب نے مرتب کیا۔ جسے نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا۔

کرنہ کر

دینیات اخلاق معاملات تہذیب و تمدن اور حفظان صحت کے متعلق چھوٹے اور سادہ فقروں میں اسلامی اوامر و نواہی پر مشتمل ایک کتابچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ نے مرتب فرمایا جو مردوں عورتوں بچوں بچیوں جوانوں اور بوڑھوں کے لئے بہت مفید اور کارآمد ہے۔ 54 صفحات کا یہ کتابچہ نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔

دو اہم تقریریں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دو تقاریر جو آپ نے 29، 30 دسمبر 1904ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمائیں 34 صفحات پر مشتمل نظارت نشر و اشاعت نے کتابچہ کی شکل میں شائع کی ہے۔ اس میں تربیت و اصلاح اور روحانی ترقی کے لئے مامور ربانی نے زریں نصائح ارشاد فرمائیں ہیں۔

The Essence of Islam Volume 1to5

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات خطابات و اشتہارات کے اقتباسات پر مشتمل حقیقی اسلام اور عقائد و ارکان ایمان و ارکان اسلام کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح آپکے دعاوی آپکے آنے کے اغراض و مقاصد آپکے کارہائے نمایاں درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب " حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنی تحریروں کی رو سے " مرتبہ محترم سید میر داؤد احمد صاحب کا انگلش ترجمہ ہے جو نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پہلی بار شائع کیا ہے۔ یہ کتاب پانچ جلدوں میں انگلش میں شائع ہوئی ہے۔ جلد وائز عناوین درج ذیل ہیں۔

سوال و جواب

ذیل میں درج سوال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے مجلس عرفان منعقدہ یکم مارچ 1987ء بمقام محمود ہال لندن میں کیا گیا۔حضور انور نے اس کا جو جواب عطا فرمایا ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔(مدیر)

سوال:

علماء پاکستان شریعت بل پاس کروانے کی کوشش کر رہے ہیں شرعی سزاؤں کے لئے یہ تجویز دے کر کہ امت محمدیہ کے سپرد برائیوں کو دور کرنا ہے۔ ان کا یہ عمل کس حد تک اسلام کے مطابق ہے؟

جواب:

یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے سپرد برائیوں کا دور کرنا کیا ہے لیکن اس کے کچھ آداب اور سلیقے بھی ہیں کیونکہ یہ ایک بہت ہی نازک مسئلہ ہے لیکن بعض لوگ خاص طور پر آج کل کے علماء دن بدن زیادہ زور اور تشدد کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور وہ اپنے طرز عمل کو ایک حدیث کی بناء پر صحیح گردانتے ہوئے اس نظریہ سے بالکل مختلف نظریہ پیش کرتے ہیں جو اسلام نے پیش فرمایا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو کہ جب تم کوئی برائی دیکھو تو اسے ہاتھ سے دور کر سکتے ہو تو ہاتھ سے دور کرو۔ اگر ہاتھ سے دور نہیں کر سکتے تو قول سے یعنی نصیحت سے دور کرو اور اگر اس طرح بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم ناپسندیدگی کا اظہار کرو۔ علماء اس کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ جہاں جبر سے اصلاح ہو سکتی ہے وہاں جبری اصلاح ضروری ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے اس حدیث کا یہ مطلب ثابت نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام نے تشدد اور جبر سے اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ حضور نے فرمایا سزا کا مسئلہ اور ہے۔ اسلامی حکومت میں جن باتوں پر سزا مقرر کی گئی ہے وہ اصلاح کی خاطر نہیں بلکہ سزا کے طور پر ہے۔ اصلاح میں جبر نہیں۔ مثال کے طور پر نماز مسلمان کی روحانی زندگی ہے اور نہ پڑھنے کا مطلب ہے کہ انسان مر جائے۔ اس کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے گناہ کی کوئی حیثیت نہیں لیکن اس کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 7 سے 10 سال تک بچوں کو پیار سے نماز پڑھوانے کی عادت ڈالو۔ اسے 12 سال تک نماز نہ پڑھنے پر سرزنش بھی کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے متعلق بھی زیادہ سختی کرنے کی اجازت نہیں بس تھوڑی بہت تادیب کی اجازت دی ہے۔ 12 سال کے بعد ان باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اسے سختی سے نماز پڑھنے کے لئے کہے۔ بلوغت سے پہلے کسی حد تک سختی کی اجازت ہے لیکن جب انسان بالغ ہو جائے تو وہ خود مختار ہے خدا کے حضور۔ پھر سوائے نصیحت کے اور کوئی راستہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کثرت سے ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سختی کے قائل نہیں تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اجازت تھی حیرت کی بات یہ ہے کہ جب خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں تھی تو وہ دوسروں کو تشدد کرنے کی اجازت کس طرح دے سکتے تھے۔ پاکستان حکومت نے شریعت قانون پاس کیا اور زبردستی نماز پڑھوانے والے بھی مقرر ہو گئے اور جو نہ پڑھیں ان کے لئے سزائیں بھی مقرر ہوئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر شریعت نازل ہوئی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست پیغام پہنچانے کے لئے چُنا اور تمام پیغام پہنچانے والوں پر فضیلت دی اور ہر معاملے میں فوقیت عطا فرمائی گئی تھی اور آپ کا جو مسلک ہمارے سامنے ہے وہ تو ہے کہ ایک دفعہ صبح کی نماز کے بعد آپ نے بڑے درد سے یہ اظہار فرمایا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو صبح کی نماز پر نہیں آئے ان کو اگر بکرے کے پاؤں کی دعوت پر بلایا جاتا تو یہ دوڑ کر آتے میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی اور کو امام کھڑا کروں اور کسی کے سر پر لکڑیوں کے گٹھا اٹھواؤں اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ اب بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی تکلیف ہوئی لوگوں کے رد عمل سے اور وہ چاہتے تھے اُن لوگوں کو تنبیہ کرنی کہ کیوں جہنم کا عذاب خرید رہے ہو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ موڑ کر جب تم اپنے آرام کو ترجیح دیتے ہو تو تم ایسے آرام کے اہل نہیں رہتے لیکن وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کی اجازت نہیں۔ صدر ضیاء الحق کو پتہ نہیں کہاں سے اجازت مل گئی ہے۔ وہ تو وحی کے بھی قائل نہیں۔ کہتے ہیں خدا کبھی کلام نہیں کرے گا۔ پھر انہوں نے کس طرح اجازت لے لی۔ یہ بات یاد رکھیں کہ سوائے نصیحت کے ہمارے پاس اور کچھ نہیں اور وہ امور جو حدود سے تعلق رکھتے ہیں وہ بالکل اور مسئلہ ہے وہ سزا کا مسئلہ ہے جہاں کسی کو خدا خود مختار بنائے گا اور وہاں وہ اس حد تک سزا دینے کا حق رکھتا ہے لیکن اس میں بھی دخل دے کر تلاش کر کے جستجو کر کے ہمیں سزا دینے کی اجازت نہیں۔ جب گناہ فحشاء بنتا ہے تو خود اچھل کر منظر عام پر آتا ہے اور بے حیائی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ خود بخود ظاہر ہونے لگتی ہے تب اس کی سزا کی اجازت ہے۔ اس سے پہلے ایسے گناہ کی تشہیر بھی فحشاء بنتی ہے وہ گناہ جس کے لئے بدنی سزا کا حکم ہے قتل کے بعد زنا ہے۔ زنا کی سو کوڑے سزا رکھی ہے۔ لیکن زنا کی تشہیر کرنے والے کو فحشاء پھیلانے والا قرار دیا اور اس کی سزا 80 کوڑے رکھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا کے معاملے میں بعض حدود مقرر کر دی گئی ہیں تا انسان خدا نہ بن جائے۔ گواہی کے معیار میں کیسی حیرت انگیز سختی کی گئی کہ اگر وہ معیار کسی امت میں نہ پایا جاتا ہو تو وہاں اسلامی حد جاری نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے علماء اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ شرعی سزائیں نافذ کرنا چاہتے ہیں اور گواہی کا معیار اتنا گرا ہوا ہے کہ ہر گواہ جھوٹا ہوتا ہے۔ پاکستان میں جو چند شریف لوگ رہ گئے ہیں وہ سنگسار ہو جائیں گے اور باقی لوگ بخشیں کریں گے اور پیسے دے کر گواہ خرید لیں گے۔ اور اگر بات لعان پر آ جائے تو دونوں جھوٹا قرآن کریم اٹھا لیں گے یہ سب شریعت سے تمسخر ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں ایسی پاکیزہ شرائط لگا دی ہیں کہ غلط سوسائٹی میں شریعت نافذ ہو ہی نہیں سکتی۔ گواہی کا معیار ایسا بلند رکھا کہ جس شخص میں حیاء کی کمی پائی جاتی ہو اور وہ بازار میں دیوار کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتا دیکھا جائے اس کی گواہی قبول نہیں ہو گی۔ ہمارے ملک میں تو بے حیائی کا معیار اس سے ہزاروں گنا اوپر جا چکا ہے گواہ کہاں سے لائے جائیں گے۔ وہاں تو اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی ہمارے ملک میں تو بے حیائی کا معیار اس سے ہزاروں گنا اوپر جا چکا ہے گواہ کہاں سے لائے جائیں گے۔ وہاں تو بہتر یہی ہے کہ اپنے قانون جاری کرو جیسے قانون ویسے ہی گواہ بھی ہوں گے اسلام کو بیچ میں کیوں گھسیٹتے ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے شریعت کمائی تھی تب خدا نے مختار بنایا تھا سزاؤں کا پہلے انہوں نے اس گندی سوسائٹی کو پاکیزہ بنا کر دکھایا اور سچ نے جھوٹ سے الگ حیثیت اختیار کر لی۔ جب انسانی زندگی میں پاکیزگی داخل ہو گئی تو اس کی مثالیں اتنی عظیم الشان ظاہر ہوئیں کہ خود سزا کے معاملے میں اپنے آپ کو پیش کیا جانے لگا۔ ایک مرد اور عورت خود اپنے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ہم سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے اور ہم اس لعنت کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے اس لئے ہم اپنے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ہمیں شرعی سزا دیجئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر گواہی دینے والے کو بھی سزا نہیں دی بلکہ منہ موڑ لیا دوسری دفعہ پھر وہ آئے تو پھر منہ موڑ لیا اسی طرح تیسری دفعہ بھی یہ احساس دلایا جس طرح انہوں نے اس کی بات نہیں سنی۔ لیکن چوتھی دفعہ آنے پر اس کی بات سن کر سزا دلوائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص اپنے گناہ ظاہر کرے بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سخت نفرت سے دیکھتا ہے ایسے شخص کو جس طرح خدا نے پردہ پوشی کی تھی اور وہ اپنے گناہ ظاہر کرے۔ اسلامی اصلاح کے نظام کے نئے بڑے راستے کھلے ہیں۔ لیکن اصلاح اس طریق سے کی جائے جس سے دوسرے کی عزّت نفس زخمی نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا بہت خیال فرماتے تھے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر غور کیا جائے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے تو اصلاح کے بے شمار گُر ہاتھ آ جاتے ہیں۔ آئینہ دیکھنے والے کو ان کے نقائص نہایت خاموشی سے بتاتا ہے ان کی تشہیر نہیں کرتا جب آئینہ دیکھنے والا آئینہ کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو آئینہ بالکل صاف ہو جاتا ہے اور وہاں کوئی نشان باقی نہیں رہتا کہ کیا نقص دیکھا تھا۔ علاوہ ازیں آئینہ صرف نقص ہی نہیں بتاتا بلکہ خوبیاں بھی بتاتا ہے اگر مومن کے قلب میں ایسی صفائی پیدا ہو جائے تو وہ ناصح بننے کے اہل ہوتا ہے۔ خوبیوں پر بھی نظر رکھے اور ان کی تعریف بھی کرے اس سے پیار کا تعلق پیدا ہوتا ہے برائی کی تشہیر نہ کرے بلکہ الگ ہو کر پرائیویٹ طور پر بتائے کہ کسی کو یا دوسرے لوگوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ اس خاص شخص کے متعلق جو بات کی جا رہی ہے پھر وہ وہ آئینہ رہے گا۔ اس لئے خطبات میں برائیوں کے خلاف جہاد کی اجازت ہے لیکن وہ بھی ان رنگ میں ہوں کہ خطبے میں بیٹھا ہوا کوئی شخص یہ محسوس نہ کرے کہ میں آج ننگا ہو گیا ہوں۔ اسی طرح کے بعض واقعات میرے علم میں آئے ہیں ایک نصیحت کرنے والے نے نصیحت کی اور کہا کہ تجھے نصیحت کرنے کا حق ہے۔ میں نے نام لئے بغیر نصیحت کی لیکن اس واقعہ کا علم تمام لوگوں کو تھا۔ اس طرح فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ نصیحت کرنے پر بہت سی پابندیاں ہیں، بہت سی شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط قبول کر لی جائیں تو حیرت انگیز طور پر نصیحت کرنے والے کے اندر قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں قوت کا مضمون بھی بیان فرما دیا ہے۔ آئینہ بے آواز ہے جب چاہے اٹھا کر دیکھ لو جب چاہو رکھ دو وہ سختی نہیں کرتا لیکن چونکہ منصف مزاج ہے اور سب کو آئینہ کے دل کے تقویٰ پر یقین ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں کرے گا اس لئے آئینہ کو کوئی نہیں توڑتا بلکہ ہر وہ آئینہ توڑا جاتا ہے جو نقص نہ دکھائے ہر آدمی آئینہ دیکھنے پر مجبور ہے۔ پس مومن کے اندر بھی اپنی صفائی کا معیار اتنا بلند ہونا چاہئے کہ سننے والا یہ محسوس کرے کہ اس نے نفسانیت اور انانیت کی وجہ سے مجھے ذلیل کرنے کی وجہ سے یہ نصیحت نہیں کی اور صرف میری برائیوں کو ہی نہیں دیکھا بلکہ میری خوبیوں پر بھی نظر ہے تب اس معاملے میں اس کی ہر بات قبول کی جاتی ہے اور جہاں آپ کی نصیحت آئینہ کی صفات اختیار کرنے کی خصوصیّت نہ رکھتی ہوں وہاں خاموشی اختیار کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اور ڈر جائیں کہ شائد مجھ سے غلطی ہو رہی ہے۔

(ہفت روزہ بدر قادیان 22 ستمبر 1988ء)

بقیہ رپورٹ: گیمبیا میں کتب و تصاویر کی نمائش

از صفحہ 2

میں موجود اس شخصیت کو پہلے بھی دیکھ چکے ہیں۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ یہ مبارک شخص کون ہے تو جواب میں ہمیں جماعت کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملا۔ ایک دن 3 گونگے بہرے آئے جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو دیکھی اور جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر دیکھی تو بہت خوش ہوئے اشاروں سے کہا کہ انہیں پہلے سے tv پر دیکھ چکے ہیں۔

☆ایک دن ایک ہندو کاروباری شخص شرما صاحب آئے اور بولے یہ شخص خدا والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آدمی (حضور انور) کسی کے خلاف کچھ نہیں کہتا مگر ہر وقت لوگوں کو خدا کے رستے کی طرف بلاتا ہے۔ اس کے مطابق گو وہ ہندو ہے مگر وہ حضور کو دیکھ اور سن کر ہدایت پاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ جب بھی حضور کو لکھیں تو ان کو میرا اسلام اور خیر سگالی کے جذبات ضرور دیں۔ ایک عورت سٹال پر آئی تو وہ حضور کی تصویر کر بہت خوش ہوئی اور تصویر کو خریدنا چاہا۔ ہمارے پاس ایک چھوٹے سائز کی تصویر تھی جو کہ ہم نے اس کو دینا چاہی مگر اس نے بڑی تصویر کو خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پھر اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس نے حضور انور کو tv دیکھا ہے۔

☆بہت سارے عیسائیوں نے ہمارے سٹالز کا دورہ کیا اور کہا کہ ہمارا موٹو Love For All Hatred For None بہت پرکشش ہے ایک نے کہا کہ جماعت کے سٹال بہت عمدہ ہیں کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی چیزوں کو دکھا رہا ہے۔

تقریباً بیس ہزار لوگوں نے نمائش کو دیکھا۔

بقیہ: نمازجنازہ حاضر وغائب

از صفحہ نمبر 15

پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت چوہدری برکت علی خان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے 25 سال دفتر وصیت میں خدمت کی توفیق پائی۔ بے حد شفیق، نرم مزاج، ہر ایک سے حسن سلوک کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم کرم الٰہی بھٹی صاحب (سابق صدر جماعت تانی چک 524 گ ب ضلع شیخوپورہ)

آپ ستمبر 2013ء میں 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ پیدائشی احمدی تھے اور باغبانی کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اکثر آپ کو باغبانی کے بارہ میں مشورہ کے لئے یاد فرمایا کرتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ لمبا عرصہ تانی چک 524 گ ب ضلع شیخوپورہ کے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 5 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم احسان الٰہی عابد صاحب شعبہ کمپیوٹر تحریک جدید میں کارکن کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اپریل 2014ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم خلیق احمد صاحب (ابن مکرم ملک شریف احمد صاحب۔ روہیمپٹن۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم خلیق احمد صاحب 26 مارچ 2014 کو 44 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک کے باعث وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم گزشتہ پانچ سال سے لوکیمیا کے مرض میں مبتلاء تھے۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ خدمت خلق کا بہت جذبہ رکھتے تھے۔ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی بہت شوق سے دیتے تھے۔ غریب پرور اور با اخلاق انسان تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ (آف مالمو۔ سویڈن)

آپ 24 فروری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ معروف بزرگ مربی سلسلہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب مرحوم (سابق سوداگرمل) کی بیٹی تھیں۔ آپ بہت سادہ، خوددار، صابرہ وشاکرہ نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ ہر مالی تحریک میں نمایاں حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی تدفین مالمو (سویڈن) کے جماعتی قبرستان کے قطعہ موصیان میں ہوئی۔

(2) مکرم ملک محمد خان مجوکہ صاحب (ابن مکرم ملک مراد مجوکہ صاحب مرحوم۔ خوشاب)

آپ 10 جنوری 2014ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ پیدائشی احمدی تھے اور آپ کے دادا حضرت ملک عمر مجوکہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ مرحوم کو عمرآباد مجوکہ میں 40 سال تک صدر جماعت، سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کی مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح وہاں مسجد کی توسیع کے کام کی نگرانی اور مالی معاونت کی بھی توفیق پائی۔ آپ اپنے علاقہ کی پنچائیت کے بھی ممبر تھے۔ انتہائی شفیق، مہمان نواز، دیانتدار، غریب پرور نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضور انور کے خطبات نہایت ذوق وشوق سے سنا کرتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم نصیر احمد ناصر صاحب (آف چک نمبر 94 رب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

آپ 25 مارچ 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ 1980ء میں اپنے گاؤں سے ربوہ شفٹ ہوئے تھے اور 2011ء تک لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تادم وفات اپنے محلّہ میں خادم مسجد کی حیثیت سے احسن رنگ میں خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، نہایت شفیق، بہت بہادر نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نعیم احمد ناصر صاحب نگر پارکر میں وقف جدید کے معلم ہیں۔

(4) مکرم انور احمد صاحب (ابن مکرم محمد یامین صاحب مرحوم۔ کنری)

آپ 28 مارچ 2014ء کو 57 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ 23 سال قبل ایک موٹر سائیکل حادثے میں مفلوج ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے ہاتھ اور انگلیاں کام نہیں کرتی تھیں لیکن اس کے باوجود اپنے ہاتھ پر رومال سے پنسل باندھ کر کمپیوٹر پر جماعت کا کام کیا کرتے تھے۔ جماعتی مواد اردو اور انگریزی میں ٹائپ کر کے ایک ویب سائٹ پر اپ لوڈ کرنے کی توفیق بھی پاتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5/اپریل 2014ء کو 11 بجے صبح مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ امۃ القدوس قدسیہ صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں محمد صدیق صاحب۔ آف دار النصر غربی ربوہ۔ حال مقیم یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ امۃ القدوس قدسیہ صاحبہ 31 مارچ 2014ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، چندہ جات میں باقاعدہ، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور محبت و وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ زرینہ سبحان صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ افغانستان)

آپ 24 مارچ 2014ء کو 36 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مولوی عبد الحلیم صاحب افغان آف پکتیاں صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام و شاگرد حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید صاحبؓ کی نواسی اور حضرت مولوی خدائے نظر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی تھیں۔ آپ افغانستان کی پہلی صدر لجنہ تھیں اور گزشتہ 6 سال سے یہ خدمت احسن رنگ میں بجالا رہی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابرہ و شاکرہ، مہمان نواز، سادہ مزاج، بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والی باوفا مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ مربیان کی بہت عزت کرتیں اور ہر کام میں ان سے مشورہ اور راہنمائی لیتی تھیں۔ خدام اور اطفال کی تربیتی کلاسز کے ضمن میں ان کی ضروریات کا خیال رکھنے اور کھانا پکانے کی خدمت سرانجام دیتی تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ خلیفہ وقت کا نہایت محبت سے ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو جایا کرتی تھیں۔ ہر قربانی کے موقعہ پر اپنا نمونہ پیش کرتی تھیں۔ اپنے ساتھ کام کرنے والیوں کو کبھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ دوسرے ان کے ماتحت ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ 3 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اپنی بچیوں کی بھی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ مکرم سید نعمت اللہ صاحب مربی سلسلہ افغانستان کی بہن اور مکرم سید سلیم احمد صاحب مربی سلسلہ ربوہ کی کزن اور مکرم سید محمد آصف صاحب مربی سلسلہ وکالت تصنیف کی بھابھی تھیں۔

(2) مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب سابق وکیل القانون تحریک جدید ربوہ)

آپ 28 مارچ 2014ء کو 95 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت میاں محمد دین صاحبؓ یکے از 313 صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ آپ کو اپنے محلّہ دار الصدر شمالی ربوہ میں دس سال صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح اپنے خاوند کے وقف کے عہد میں ہمیشہ ان کی ممد و معاون رہیں۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، نیک مخلص، صابرہ و شاکرہ، معاملہ فہم، محنتی، نڈر اور بارعب خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیتی رہیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/8 حصہ کی موصیہ تھیں۔ آپ کے بیٹے مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب تحریک جدید انجمن احمدیہ میں وکیل المال ثالث کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ ناصرہ محمود صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب بشیر۔ سابق امیر ضلع جھنگ)

آپ 22 مارچ 2014ء کو 79 سال کی عمر میں امریکہ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ مکرم شیخ عبد القادر صاحب (محقق) مرحوم کی چھوٹی ہمشیرہ اور مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا کی خالہ تھیں۔ آپ نے 18 سال جھنگ صدر میں صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، عاشق قرآن، بے حد دعا گو، باوقار، نفاست پسند، بہت مہمان نواز، ہر چھوٹے بڑے سے محبت و شفقت کا سلوک کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اسلم صاحب مرحوم۔ دار العلوم غربی ربوہ)

آپ 25/اکتوبر 2013ء کو 68 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، سادہ مزاج، مہمان نواز، صابروشاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ رابعہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم۔ آف چک 9 پنیار سرگودھا۔ حال ربوہ)

آپ 25 مارچ 2014ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ چک 9 پنیار میں صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعت اور خلافت سے بہت محبت تھی اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے خود بھی تیار رہتیں اور اپنی اولاد کو بھی اس بات پر کاربند رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 اپریل 2014ء کو 11 بجے صبح مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم منور احمد صاحب بھٹی (ابن مکرم قاضی مبارک احمد صاحب بھٹی مرحوم۔ مانچسٹر) اور مکرم لطیف احمد صاحب (ھیز۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرم منور احمد صاحب بھٹی (ابن مکرم قاضی مبارک احمد صاحب بھٹی مرحوم۔ مانچسٹر)

آپ 7/اپریل 2014 کو طویل علالت کے بعد 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے حضرت قاضی ضیا الدین صاحبؓ کے پڑپوتے اور حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب کے پوتے تھے۔ رحمت بازار ربوہ میں آپ کی دکان بھٹی کلاتھ ہاوس کے نام سے وہاں کی ابتدائی دکانوں میں شمار ہوتی تھی۔ 1984ء میں فیملی سمیت ہجرت کر کے مانچسٹر آ گئے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نظام جماعت کے اطاعت گزار، غریب پرور، ہر مالی تحریک میں حصہ لینے والے نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ کئی غربا کی شادیاں کروانے کی توفیق بھی ملی۔ خلافت سے بہت اخلاص اور پیار کا تعلق تھا۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی گہری وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم لطیف احمد صاحب (ھیز۔ یوکے)

آپ 6/اپریل 2014 کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت علی بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب (شہید امریکہ) کے بڑے بھائی تھے۔ بہت نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مخلص انسان تھے۔ دعوت الی اللہ کے دوران غیر مسلم دوستوں کو قرآن کریم تحفۃً دیا کرتے تھے۔ آپ کا گھر اکثر نماز سینٹر کے طور پر استعمال میں آتا اور جب تک صحت نے اجازت دی نماز کے بعد درس قرآن کریم دیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے داماد مکرم محمد سہیل قریشی صاحب صدر جماعت ھیز کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم ضیاء الحق صاحب (آف ڈھاکہ۔ حال پاکستان)

آپ 17 فروری 2014ء کو 91 سال کی عمر میں اسلام آباد میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں بیعت کی سعادت پائی۔ اپنے خاندان میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ ڈھاکہ کے پہلے قائد مجلس کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، شفیق اور ہر ایک کے جذبات کا خیال رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے پوتے مکرم عطاء القدوس عارف صاحب امسال جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہو کر بطور مربی سلسلہ میدان عمل میں جا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ نصرت اعجاز صاحبہ (اہلیہ مکرم اعجاز احمد صاحب مرحوم۔ کراچی)

آپ 25/جنوری 2014ء کو طویل علالت کے بعد 67 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے 1977ء میں اپنے شوہر کی اچانک وفات کے بعد لمبا عرصہ بیوگی کا کاٹا اور خود ملازمت کر کے اپنے بچوں کی پڑھائی اور تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ بہت صابرہ وشاکرہ، محنتی اور حوصلہ مند خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مبشر احمد اعجاز صاحب اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری وقف جدید اور نائب ناظم اعلیٰ انصار اللہ ضلع کراچی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم رانا بشارت احمد صاحب (ابن حضرت چوہدری برکت علی خان صاحبؓ۔ ربوہ)

آپ 31/مارچ 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

نوے سال قبل

(ڈاکٹر سلطان احمد مبشر۔ پاکستان)

ابھی آج ایک دوست نے ‘whatsapp’ پر ایک ویڈیو کلپ بھیجا۔ اس ایک منٹ کی وڈیو میں حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ایک چبوترے کی طرف تشریف لاتے دکھائی دیتے ہیں۔ حضور نے سفید پگڑی زیب تن فرمائی ہوئی ہے اور ساتھ میں حضور کے رفقاء ہیں جو پگڑیوں اور اوورکوٹوں میں ملبوس ہیں۔ حضور ایک سفید رنگ کے چبوترہ پر قدم رنجہ ہوتے اور پھر ہمراہیوں سمیت اس چبوترہ پر دعا میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ویڈیو کے اگلے حصہ میں ایک نہایت عالی شان عمارت دکھائی دے رہی ہے اور اس کے سرسبزہ زار میں حضور نماز کی امامت فرما رہے ہیں اور پیچھے دو صفوں میں حضور کے ساتھی اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ اس کلپ (clip) کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

BRIGHTON

NEVER FORGOTTEN

His Holiness The Khalifiah-tul-Masih visits Memorial to Our Fallen Comrades-in-Arms from India in Great War.

Pathe Gazette

اس ایک منٹ کی ویڈیو سے مجھے ایک مرتبہ پھر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مکتوبات پڑھنے کی طرف توجہ ہوئی۔

1924ء میں انگلستان کی مشہور عالمی ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر ولیم لافٹس ہیر کی تجویز پر ایک مذاہب کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کانفرنس میں شرکت اور مذہب اسلام کے متعلق احمدی نقطہ نگاہ پیش کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود کی خدمتِ بابرکت میں درخواست کی گئی جسے قبول فرماتے ہوئے حضور 12 جولائی 1924ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ اسی سفر میں بیت الفضل لندن کا سنگِ بنیاد بھی رکھا گیا۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بھی اس سفر میں حضور کی ہمراہی کا شرف رکھتے تھے اور سفر کے دوران مکتوبات کی شکل میں باقاعدگی سے روداد لکھتے رہے۔

یہ مکتوبات مجلس انصاراللہ پاکستان نے ’’سفر یورپ‘‘ کے نام سے شائع کردیئے ہیں۔ حضرت بھائی جی نے نہایت سادہ اور دلنشین انداز میں سفر کی جزئیات تک ایسے قلمبند فرمائی ہیں کہ آج بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں بھی اس سفر میں حضور کی ہمراہی کی سعادت حاصل ہے۔

حضرت بھائی صاحب نے اس روداد میں اس فلم کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ انہیں کیا علم تھا کہ اس کا ایک کلپ آج نوے سال بعد بھی ہمیں دیکھنا نصیب ہوجائے گا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

آیئے مل کر حضورؓ کے برائٹن، انگلستان کے سفر کی روداد سے جس میں اس چبوترے، عالیشان عمارت اور حضور انور کی نماز کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے، پڑھ کر اس سے محظوظ ہوتے ہیں۔

یہ 29 اگست 1924ء اور جمعہ کا دن تھا۔ صبح ساڑھے دس بجے کے قریب حضور مع خدام و مقامی دوستوں کے وکٹوریہ سٹیشن سے سوار ہوکر برائٹن کو روانہ ہوئے۔ اس کے بعد کی تفصیل حضرت بھائی جی کے قلمِ مبارک سے درج کی جاتی ہے جو آپ نے 6 ستمبر 1924ء کو اپنے مکتوب میں لندن سے لکھی۔

’’6 ٹکٹ درجہ اول پُل مَین گاڑی کے تھے اور 11 ٹکٹ درجہ سوم پُل مَین گاڑی کے تھے۔ 4 دوست اپنے کرایہ پر ساتھ تھے جن میں سے دو اخبارات کے رپورٹر اور دو ہمارے دوست تھے۔ اس طرح کل 21 آدمی کا قافلہ وکٹوریہ اسٹیشن سے برائیٹن کو روانہ ہوا جہاں 52 میل کا سفر طے کر کے گاڑی قریبًا 52 ہی منٹ میں جا پہنچی۔ گویا 60 میل کی رفتار سے چلی۔

ولایت کی تھرڈ کلاس گاڑی

تھرڈ کلاس جس گاڑی کا نام ہے وہ دراصل ہمارے ملک کی سیکنڈ کلاس سے بھی بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اس سے فرسٹ کلاس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیسی ہوگی۔ سیکنڈ کلاس اور انٹر کلاس اس میں نہیں تھا مگر تھرڈ کہنے کو تھرڈ ہے۔ کرایہ میں ہمارے پنجاب کی فرسٹ کلاس کے قریب ہے۔ اس 52 میل سفر کے لئے تھرڈ کلاس کا کرایہ جو ہمیں پُل مَین گاڑی کے واسطے فی کس ادا کرنا پڑا، 14 شلنگ 8 پنس تھا۔ گویا گیارہ روپے آمد رفت فی کس۔ بٹالہ سے لاہور 53 میل دور ہے۔ اس طرح سے ہمارے ملک کی گاڑی کے حساب سے بٹالہ سے لاہور تک کا تھرڈ کلاس کا کرایہ ساڑھے پانچ روپے غالبًا فسٹ کلاس کا ہوگا۔

ایٹ ہوم کے موقع پر حضرت اقدس نے جو پیغام اخبارات کے نمائندگان کے واسطے لکھا تھا، اس کی ایک نقل میں اس عریضہ کے ساتھ الگ شامل کرتا ہوں جس کے ساتھ ہی برائیٹن کے ایڈریس کی بھی نقل ہے جو حضور نے اہل برائیٹن کے ایک مجمع کثیر کے سامنے اول خود اُردو میں پڑھا اور بعد میں مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے انگریزی میں اس کا ترجمہ پڑھا جو انہوں نے چلتی گاڑی اور ہوتی باتوں میں کیا تھا۔ حضور نے بھی یہ مضمون صبح 8 بجے کے بعد ہی لکھنا شروع کیا اور سٹیشن پر پہنچنے سے قبل ہی قبل مکمل فرما دیا تھا۔ برائیٹن کے اسٹیشن سے ہم لوگوں کو 4 موٹروں کے ذریعہ سے ایک جنگل کے میدان میں پہنچایا گیا جو نہایت ہی دلکش اور خوبصورت سبزہ زار مخملی فرش گویا بنا دیا گیا ہے۔ یہ علاقہ پہاڑی علاقہ کے مشابہ ہے مگر پہاڑ نہیں صرف مٹی کے تودے ہیں جو زمین کو ناہموار بناتے اور پہاڑی نظارہ پیش کرتے ہیں مگر باوجود اس نشیب و فراز کے کہیں ایک چپہ بھر جگہ بھی ایسی نظر نہیں آتی جو بدنما ہو یا جس کو بیکار چھوڑ دیا ہو۔ کہیں کھیتی ہے تو کہیں سبزہ زار چراگاہیں قائم ہیں جن میں بھیڑ، گائے اور گھوڑے آزاد اور کھلے کھاتے پیتے پھرتے ہیں۔ ڈلہوزی کالا ٹوپ اور ڈائن کنڈ کی سبز گھاس کے نظارے اور پھولوں کے تختے کے تختے بھی نظر آئے جن میں سے گزرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچ کر موٹریں کھڑی ہوگئیں اور ہم نے دیکھا کہ ایک موٹر ہم سے پہلے وہاں موجود ہے۔ ہم لوگ موٹروں سے اُتر کر ایک میل کے قریب چڑھائی کے رستوں کو عبور کر کے ایک احاطہ میں پہنچے جو ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے اور جو ہندوستانی وفا اور بہادری اور قربانی کے جذبات کو تازہ کرتا ہے۔ وہاں سنگ سفید کے چبوترہ پر ایک خوبصورت چھتر نما گول گنبد 8، 10 فٹ کے قریب بلند کھڑا ہے۔

فوٹوگرافر اور سینما والے

اس جگہ تین فوٹوگرافر بڑے بڑے بھاری کیمرے لئے پہلے سے تیار کھڑے تھے جو بعد میں معلوم ہوا کہ بعض سینما کمپنیوں کے ایجنٹ ہیں اور وہ معمولی فوٹوگرافر ان کے علاوہ تھے۔ جونہی کہ ہم لوگ حضرت اقدس کے ساتھ ساتھ اس چبوترہ کی طرف بڑھے انہوں نے اپنی مشینوں کو حرکت دے کر چکر دینے شروع کئے جس کے نتیجہ میں خدا جانے کیا عمل کیا کہ ہم سب کی چلتی پھرتی تصویریں ان کے ہاں بنتی چلی گئیں۔

تقریر اور دعا

حضور اس یادگاری چبوترہ پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ یہاں ہم لوگ کس رنگ میں دعا کرسکتے ہیں۔ طریق دعا اور غرض دعا کی تفصیل بتانے کے بعد حضور نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور تمام خدام نے بھی حضور کے ساتھ آمین کہی۔ سینما کے فوٹوگرافر اور دوسرے بھی ہمارے گرد و پیش گھومتے اور اپنا کام کرتے رہے۔ دعا کے بعد حضور نے اس چھتری کے گرد ایک چکر لگایا اور دوسری طرف سے ہوکر سیڑھیوں سے خدام سمیت اُتر کر ایک بنگلہ کی طرف گئے جہاں مسافروں کے واسطے چائے وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چند منٹ ٹھہر کر حضور وہاں سے واپس اپنی موٹروں کے پاس آئے اور تمام ساتھیوں کو لے کر پھر برائیٹن کے شہر میں پہنچے۔

عالیشان مکان

وہ بڑا عالیشان مکان جو ہندوستانی سپاہیوں کے علاج معالجہ اور مرہم پٹی کی غرض سے بطور ہسپتال استعمال ہوتا رہا ہے، اپنی مکانیت، عمارت اور سجاوٹ کے لحاظ سے واقعی بہت ہی خوبصورت ہے۔ اس کے سامنے ایک وسیع چوگان اور دوسری جانب ایک کھلا میدان جس میں نرم و سبز گھاس کا گویا بچھونا بچھا ہے اور پاس ہی ایک عالیشان ایشیائی طرز کا گنبد دار ہال ہے جس کو غالبًا تھیٹر تماشہ یا باجا موسیقی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایڈورڈ فورتھ نے تعمیر کرایا تھا۔

اس ہسپتال کے دروازہ پر حضور کا استقبال مقامی لوگوں اور منتظمین ہسپتال نے کیا اور مکان کے تمام کمرے اور گرد و پیش کی تعمیرات حضور کو دکھائیں اور بعض مقامات پر تفصیل سے حالات عرض کئے۔

نماز جمعہ

چونکہ جمعہ کا دن تھا اور نماز کا وقت ہو چکا تھا حضور نے منیجر مکان سے نماز کے واسطے جگہ پوچھی۔ اس نے ہسپتال کے جنوب مشرقی جانب کے وسیع زار میں قالین بچھوا دیئے جن پر ہم لوگوں نے اپنے جائے نماز بچھا کر اذان کہی۔ حضور نے خطبہ پڑھا اور پھر نماز پڑھائی جس کے ساتھ ہی نماز عصر بھی جمع کر لی گئی۔ اس نماز کے بھی لوگوں نے مختلف فوٹو لے لئے۔ وضو حضرت اقدس نے اور حضور کے خدام نے بھی ہسپتال کے زیریں حصہ میں کیا جہاں غسل خانوں کے ساتھ پانی کے نل بھی موجود تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مضمون

نماز سے پہلے حضور نے غربی جانب کے بڑے پورچ میں کھڑے ہوکر وہ ایڈریس اُردو میں خود پڑھا جو حضور نے اس موقع کے واسطے جمعہ کی صبح ہی کو لکھا تھا جس کو لوگوں کے بہت بڑے اژدھام نے ادب، توجہ اور محبت سے سُنا اور متاثر ہوئے۔ اس کے بعد مکرم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ سنایا جس پر لوگوں نے بار بار ہیئر۔ ہیئر کہا اور خاتمہ پر خوب تالیاں پیٹیں اور خوشی سے اُچھلے۔ (نقل اس ایڈریس کی دوسری جگہ شامل کی گئی ہے۔)

ایڈورڈ فورتھ کا ہال

نماز جمعہ کے بعد پاس ہی کے ایک ریسٹورنٹ میں حضور نے مع تمام خدام کھانا تناول فرمایا۔ کل 21 آدمی شریکِ کھانا تھے اور بل کھانے کا 6 پونڈ کا ہوا۔ کھانے کے بعد حضرت نے وہ بڑا ہال دیکھا جو ایڈورڈ فورتھ نے بنا کر دیا تھا۔ اس ہال میں دو جگہ پر یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہُ اور چاند اور ستارے کا نشان بھی متعدد مقامات پر موجود ہے جو مصلحتِ الٰہی نے نہ معلوم کس مقصد کے لئے لکھوایا اور قائم رکھا ہے۔

ساحل سمندر کی سیر

اس شاندار اور خوبصورت عمارت کو دیکھنے کے بعد حضور موٹر میں بیٹھ کر سمندر کے کنارے تشریف لے گئے اور دوسرے تمام

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کی نظر میں حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13؍اگست 2010ء میں شامل اشاعت مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب کے ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ قائداعظم محترم محمد علی جناح صاحب حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی لیاقت کے قدردان اور آپؓ کی قومی خدمات کے مداح تھے۔

حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ نے ہندوستان میں آئینی اصلاحات اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے لندن میں منعقدہ تینوں گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی چنانچہ قائداعظم جیسا زیرک لیڈر آپؓ کی نمایاں سرگرمیوں سے خوب آگاہ تھا۔ مؤرخ پاکستان ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے اپنی کتاب ''اقبال کے آخری دو سال'' میں تحریر کیا ہے: ''گول میز کانفرنس کے مسلمان مندوبین میں سے سب سے زیادہ کامیاب آغاخان اور چودھری ظفراللہ خان ثابت ہوئے''۔ قائداعظم نے بھی فرمایا تھا: ''میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے آنریبل سر محمد ظفراللہ خان کو ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مسلمان ہیں اور یوں کہنا چاہئے کہ میں اپنے بیٹے کی تعریف کر رہا ہوں۔ مختلف حلقوں نے ان کو جو مبارکباد پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں''۔

قائداعظم نے باؤنڈری کمیشن کے لئے بھی ہندوستان بھر کے ماہرین قانون میں سے سر محمد ظفراللہ خان کا انتخاب فرمایا کہ وہ مسلم لیگ کے کیس کی وکالت کریں۔ یہ قائداعظم کا آپؓ کی غیرمعمولی لیاقت اور مخلصانہ جذبۂ خدمت پر اعتماد کا زبردست ثبوت ہے۔ اسی کمیشن میں پروفیسر ڈاکٹر قاضی سعیدالدین احمد (ممتاز جغرافیہ دان) نے بطور رُکن ضلع گورداسپور کی آبادی کا جائزہ تیار کیا تھا جس سے اس کا پاکستان میں شامل کیا جانا ناگزیر تھا۔ اس کام کی حضرت چودھری صاحبؓ نے بہت تعریف و توصیف کی۔ انہی تعریفی کلمات کی بنا پر قائداعظم نے ڈاکٹر قاضی سعیدالدین احمد کو ''بابائے جغرافیہ'' کے خطاب سے نوازا۔

پاکستان کے ایک سابق سفیر و وزیر سید احمد سعید کرمانی کہتے ہیں: قائداعظم نے کام کے مطابق آدمی کا انتخاب کیا۔ ظفراللہ خان کا انتخاب بھی قائداعظم کا تھا۔ ظفراللہ خان قیام پاکستان کے موقع پر نواب آف بھوپال کے آئینی مشیر تھے۔ قائداعظمؒ نے بلایا تو آپ اچھی خاصی تنخواہ اور مراعات چھوڑ کر آ گئے۔ مطلب یہ ہے کہ قائداعظم کو اللہ تعالیٰ نے مردم شناسی دی تھی۔

معروف صحافی منیر احمد منیر لکھتے ہیں کہ چودھری ظفراللہ خان کو باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے بعد قائداعظم نے شام کے کھانے کی دعوت دی اور انہیں معانقہ کا شرف بخشا جو قائداعظم کی طرف سے کرہ ارض پر بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے بہت خوش ہوں اور تمہارا ممنون ہوں کہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا تم نے اسے اعلیٰ قابلیت اور نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیا۔

قیام پاکستان کے بعد پہلی بڑی ذمہ داری قائداعظم نے آپؓ کے سپرد فرمائی وہ اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کی قیادت کرنا تھا۔ اس کے پہلے مرحلہ میں پاکستان کے لئے اقوام متحدہ کی رکنیت کا حصول تھا۔ رُکن بننے کے بعد فلسطین پر پاکستان کا مؤقف واضح کرنا اور عربوں کی بھرپور حمایت کرنے کا آپؓ کو ارشاد ملا۔ چنانچہ قائداعظم کے ایک معتمد ساتھی اور پاکستان کے سابق وزیراعظم چودھری محمد علی تحریر کرتے ہیں کہ پاکستان نے فلسطین میں عربوں کے حقوق کو اپنا مقصد قرار دیا اور اقوام متحدہ میں اس نصب العین کی خاطر پاکستان کے وزیرخارجہ ظفراللہ خان سے بڑھ کر کوئی فصیح ترجمان نہیں تھا...... انڈونیشیا، ملایا، سوڈان، لیبیا، تیونس، مراکش، نائیجیریا اور الجیریا کی آزادی کی خاطر پوری تگ و دو کی گئی۔

25؍اکتوبر 1947ء کو قائداعظم نے رائیٹر کی نیوز ایجنسی کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ فلسطین کے بارے میں ہمارے موقف کی وضاحت اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے سربراہ محمد ظفراللہ خان نے کردی ہے۔ مجھے امید ہے کہ تقسیم (فلسطین) کا منصوبہ مسترد کردیا جائے گا ورنہ ایک خوفناک چپقلش کا شروع ہوجانا ناگزیر اور لازمی امر ہے۔

اقوام متحدہ میں حضرت چودھری صاحب اپنی خداداد لیاقت سے پاکستان کی لاجواب وکالت میں مصروف تھے کہ آپؓ کو پاکستان واپس آنے کا پیغام ملا۔ اس پر امریکہ میں پاکستانی سفیر ایم اے حسن اصفہانی نے قائداعظم کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جس میں آپؓ کی سرگرمیوں کی اہمیت اور کامیابی کا ذکر کیا۔ اس کے جواب میں 22؍اکتوبر 1947ء کو قائداعظم نے تحریر فرمایا: ''جہاں تک ظفراللہ کا تعلق ہے تو ہم نہیں چاہتے کہ جب تک وہاں پر (اقوام متحدہ) ان کا قیام ضروری ہے وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ کر آجائیں اور میرا خیال ہے کہ انہیں اس امر کی اطلاع بھی دی جاچکی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہاں قابل لوگ خاص طور پر ان جیسی اعلیٰ صلاحیت کے اشخاص کی بہت کمی ہے۔ اس لئے جب بھی ہمیں مختلف مسائل سے واسطہ پڑتا ہے تو ان کے حل کے لئے لامحالہ ہماری نظریں ان کی طرف اٹھتی ہیں''۔

☆ حضرت چودھری صاحبؓ جب 1947ء کے آخر میں واپس پہنچے تو قائداعظم نے جناب اصفہانی سفیر امریکہ کو تحریر فرمایا: ''ظفراللہ واپس پہنچ گئے ہیں اور میری ان سے طویل گفتگو ہوئی ہے۔ واقعی انہوں نے اپنا کام عمدگی سے انجام دیا ہے''۔

قائداعظم نے دسمبر 1947ء میں حضرت چودھری صاحب کو وزیرخارجہ کا منصب سنبھالنے کا ارشاد فرمایا۔

آپؓ کی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد نوائے وقت کے بانی مدیر اور ممتاز صحافی جناب حمید نظامی لکھتے ہیں: ''......جس طرح آپ نے ملت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابل احترام خادموں میں شامل ہوچکا تھا۔ آپ نے ملک و ملت کی جو شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائداعظم انہیں حکومت پاکستان کے اس عہدے پر فائز کرنے پر تیار ہوگئے جو باعتبار منصب وزیراعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا ہے۔ قائداعظم نے چوہدری صاحب کو بلاتامل پاکستان کا وزیرخارجہ بنا دیا لیکن ظفراللہ کے ہاتھوں وہ زبردست کارنامہ انجام دینا باقی تھا جس سے اس کا نام تاریخ پاکستان میں ہمیشہ زندہ رہے گا''۔ (یعنی اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ کی لاجواب وکالت)۔

مسئلہ کشمیر جو بھارت یکم جنوری 1948ء کو خود اقوام متحدہ میں لے گیا تھا۔ لیکن اس پر بحث کے دوران چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کی زبردست وکالت کے نتیجہ میں پاکستان کے موقف اور دلائل کے مطابق اقوام متحدہ نے کشمیریوں کے حق خودارادیت کے لئے قراردادیں منظور کیں۔ بھارتی یواین او میں گئے تھے مستغیث بن کر اور لوٹے وہاں سے ملزم بن کر۔ چنانچہ ماضی قریب میں بھی بھارتی رہنما ایل کے ایڈوانی نے بیان دیا تھا کہ سابق وزیراعظم نہرو نے مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں لے جا کر سنگین غلطی کی تھی۔

سینئر اور بیباک صحافی جناب م۔ش لکھتے ہیں: چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پایہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔ وہ قائداعظم کی زندگی میں لیاقت علی خان کی کابینہ میں وزیرخارجہ کی حیثیت سے بھرتی ہوئے اور آج ہم کشمیر کے متعلق سیکیورٹی کونسل کی جس قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اسے سیکیورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفراللہ خاں کا ہاتھ تھا۔ یہی نہیں۔ عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفراللہ خاں نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے تاریخی کارنامے انجام دیئے.....''۔

انگریزی اخبار Civil and Military Gazette کے 12؍اگست 1952ء کے اداریہ میں درج ہے کہ جب قائداعظم نے چوہدری صاحب کو پاکستان کا وزیرخارجہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا تو چوہدری صاحب نے قائداعظم کی خدمت میں عرض کیا: ''اگر آپ کو میری لیاقت اور دیانت پر پورا اعتماد ہے تو میں وزارت کے علاوہ کسی بھی اور حیثیت میں پاکستان کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ قائداعظم کا جواب صرف یہ تھا کہ تم پہلے شخص ہو جس نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم عہدے کے طلبگار نہیں ہو۔

حضرت چودھری صاحبؓ کی ایک تحریر کے مطابق اقوام متحدہ سے واپس آکر قائداعظم کے ارشاد پر میں نے جناب لیاقت علی خان (وزیراعظم) سے ملاقات کی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں پاکستان میں سپریم کورٹ قائم کرنا ہوگا۔ اس کے قواعد مرتب کرنے اور ججوں اور عملے کے انتخاب اور تقرر کے لئے تو کچھ وقت درکار ہوگا۔ لیکن چیف جسٹس کا تقرر جلد ہونا چاہئے تاکہ وہ ان تمام امور پر غور کرنا شروع کرے۔ ایک تجویز یہ ہے کہ تم پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا منصب سنبھالو اور ان امور کے متعلق غور کرنا شروع کرو۔ پھر تقسیم پنجاب کے نتیجے میں جو ہلچل مچی ہے اور ابتری پیدا ہوئی ہے۔ خصوصاً پناہ گزینوں کی بھرمار اور مختلف صیغہ جات کے افسران اور عملے میں جو خلا پیدا ہوا ان سب امور نے مل جل کر اس صوبے میں انتظامی حالت خراب کردی۔ ممتاز دولتانہ سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ کر رہے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں یہ اکیلے ان کے بس کی بات نہیں۔ انہوں نے قائداعظم سے کہا کہ یہاں کسی بے لاگ اور صاحب عزم چیف منسٹر کی ضرورت ہے اور مشورہ دیا ہے کہ وہ تمہیں یہاں بھیج دیں۔ تیسرے مرکز میں بھی دو آدمیوں کی ضرورت ہے۔ علاوہ وزارت عظمیٰ کے دفاع اور امور خارجہ کے قلمدان بھی میرے سپرد ہیں یہ بھی ایک شخص کا کام نہیں۔ تم چاہو تو مرکز میں آجاؤ۔ ان سب باتوں پر غور کرکے تم اپنا منشاء مجھے بتادینا۔ لیکن قائداعظم چاہتے ہیں کہ تم وزارت خارجہ کا قلمدان سنبھالو۔

اس پر آپؓ نے فرمایا: تو پھر میرے غور کرنے اور میری منشاء کی کیا گنجائش باقی رہی؟

1934ء میں چوہدری صاحب کی والدہ محترمہ نے ایک رؤیا دیکھا تھا جس میں انہیں بتایا گیا کہ ہوگا چیف جسٹس ظفراللہ خان نصراللہ خان کا بیٹا۔ وزیراعظم لیاقت علی خان نے گو کہ آپؓ کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بننے کی پیشکش بھی کی تھی لیکن آپؓ نے بابائے قوم قائداعظم کی منشاء کی خاطر جو توکل اور ایثار دکھایا وہ خدائے برتر و قدوس کے ہاں ہرگز بے نتیجہ نہیں رہا اور چوہدری صاحب 1970ء میں عالمی عدالت کے چیف جسٹس بن گئے۔

قائداعظم کے ایک سابق اے ڈی سی (بعد میں پاک افواج کے سربراہ جنرل) گل حسن اپنے مشاہدہ کی بنا پر یہ گواہی دیتے ہیں: قائداعظم اپنی کابینہ کے وزراء میں سر محمد ظفراللہ خان اور سردار عبدالرب نشتر کے متعلق بہت اچھی رائے رکھتے تھے۔

جناب منیر احمد منیر صاحب ایک مخالف مضمون نگار کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''ان کی تعریفیں تو وہ ہستی کرتی رہی ہے جسے دنیا بانیٔ پاکستان بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے مبارک القاب اور نام سے جانتی ہے۔ سچائی جن کی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 ستمبر 2010ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

پُرکیف نظاروں کی طرح سامنے آؤ
تم چاند ستاروں کی طرح سامنے آؤ
ہو جائے زمانہ ترے کردار سے روشن
عظمت کے مناروں کی طرح سامنے آؤ
اب ڈوبتی کشتی کے بنو تم ہی کھویا
دریا کے کناروں کی طرح سامنے آؤ
ہر سمت نظر آئیں صداقت کے اُجالے
تم نُور کے دھاروں کی طرح سامنے آؤ

پہچان تھی۔ جنہوں نے کسی کا دل رکھنے کے لئے مصلحتاً بھی جھوٹ نہ بولا۔ میں نے تو نہیں قائداعظم نے چوہدری ظفراللہ خان کو پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور جب چوہدری ظفراللہ خان یہ کیس پیش کر چکے۔ قائداعظمؒ نے انہیں شام کے کھانے کی دعوت دی اور انہیں معانقہ کا شرف بخشا۔ جو قائداعظمؒ کی طرف سے کرہ ارض پر بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ معانقہ کرنے کے بعد قائداعظمؒ نے چوہدری ظفراللہ خان سے کہا ''میں تم سے بہت خوش ہوں اور تمہارا نہایت ممنون ہوں کہ جو کام تمہارے سپرد کر دیا گیا تھا۔ تم نے اسے اعلیٰ قابلیت اور نہایت احسن طریق سے سرانجام دیا۔''

قیام پاکستان کے بعد میں نے نہیں قائداعظمؒ نے چوہدری ظفراللہ خان کو پاکستان کی نمائندگی کے لئے یو این او میں بھیجا تھا۔ جب قائداعظمؒ نے امریکہ میں پاکستانی سفیر حسن اصفہانی کو لکھا کہ ظفراللہ خان کو واپس بھیج دیں تو اصفہانی صاحب نے پس وپیش کی۔ اس پر 22/اکتوبر 1947ء کو اصفہانی کے نام اپنے خط میں یہ جملہ قائداعظم نے ہی ظفراللہ خان کے لئے لکھا تھا۔ یہاں ہمارے پاس اہل، خاص طور پر ان جیسے مقام (Caliber) کے حامل افراد کی کمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مسائل کے حل کے لئے ہماری نگاہیں بار بار ان کی طرف اٹھتی ہیں''۔

قائداعظم کے سیکرٹری مسٹر فرخ امین کا بیان ہے: ''بیماری کے پورے زمانہ میں قائداعظم نے اس وقت تک سرکاری کاموں کا سلسلہ جاری رکھا جب تک ان میں ذرا بھی سکت باقی تھی ...... مجھے وہ دن ہمیشہ یاد رہے گا جب انہوں نے یو این او میں پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے سر محمد ظفراللہ خان کو پورے اختیارات دینے کے لئے آخری سرکاری کاغذ پر دستخط کئے......''۔

حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی عظیم شخصیت کا اعتراف

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/اگست 2010ء میں مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کا مرسلہ ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں دو دانشوروں جناب احسان دانش اور جناب اقبال اخوند کے خودنوشتوں میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے بارے میں پیش کردہ اظہار خیال کو نقل کیا گیا ہے۔

جناب احسان دانش ''جہان دگر'' میں لکھتے ہیں: ''جہاں تک ملک کی عظمت کا سوال ہے چوہدری ظفراللہ خان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ عالمی عدالت کے معروف جج رہ چکے ہیں اور آج بھی ایک بلند منصب پر ہیں اور پاکستانی کہلاتے ہیں۔

انہوں نے میری کتاب جہان دانش پڑھ کر مجھے اپنے ہاں چائے پر مدعو کیا۔ میں عبدالرشید تبسم کی معیت میں ان کے یہاں گیا اور اس طویل ملاقات میں انہیں میں نے پاکستان کا خیر خواہ پایا اور انسانیت کا اعلیٰ مربی۔ انہوں نے اپنی کتاب ''تحدیث نعمت'' عنایت فرمائی جو مہینوں میری مطالعے کی میز پر رہی۔ اتفاق سے شیخ اعجاز صاحب بھی وہیں موجود تھے۔ میں ایک زمانہ سے انہیں علمی شخصیت سمجھتا ہوں۔ وہ فراخ دل۔ فراخ نظر اور فراخ حوصلہ انسان ہیں۔ ...... میں نے اجازت چاہی اور چوہدری صاحب بنگلے کے دروازے تک ساتھ آئے۔

تین چار روز گزرے ہوں گے کہ میں ایک مذاکرے میں انجینئرنگ یونیورسٹی گیا ہوا تھا۔ رات کو واپس آیا تو معلوم ہوا کہ چوہدری ظفراللہ صاحب تشریف لائے تھے وہ ایک کتاب دے گئے۔ کتاب کا نام ہے ''میری والدہ'' جو انہوں نے اپنی والدہ کے متعلق لکھی تھی۔ کیا بتاؤں کس قدر افسوس ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے محبوب کواڑوں پر دستک دے کر گزر جائے اور نہ ہاتھ کے نشان روشنی اور خوشبو دیتے رہیں۔ ایسے مخلص بزرگ اب کہاں؟''

....

پاکستان کے نامور سفارت کار جناب اقبال اخوند کی خود نوشت انگریزی میں چھپی ہے۔ وہ 1961ء و1962ء میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفارت کے رکن تھے۔ اتفاق سے یہی وہ زمانہ ہے جب چوہدری صاحب یو این کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے تھے۔ وہ خودنوشت "Memories of a By stander" یعنی ''خاموش تماشائی کی یادداشتیں'' میں لکھتے ہیں:

''چوہدری ظفراللہ خاں، (جو پرنس علی خاں کے بعد، یو این میں پاکستان کے مستقل نمائندے بن کر آ گئے تھے) جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہو گئے اور اس عہدہ کے اعزاز میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ انہوں نے اس عہدہ کی شہرت کو چار چاند لگا دئے جو ان سے قبل کوئی نہیں کر سکتا تھا یعنی اسمبلی کے اجلاسوں کا عین وقت پر شروع کر دینا۔ ان کا طریق بڑا جرأتمندانہ اور سادہ تھا۔ وہ عین ساڑھے دس بجے، سٹیج پر آتے، اپنی کرسی پر متمکن ہوتے اور صدارتی ہتھوڑا میز پر مارتے۔ شروع شروع میں مندوبین بڑے بے مزہ ہوئے مگر رفتہ رفتہ عادی ہو گئے۔ چنانچہ ایک اجلاس بھی ایسا نہ ہوا جو وقت پر شروع نہ ہوا ہو۔ حتیٰ کہ وہ اجلاس بھی عین وقت پر شروع ہو گیا جس میں الجیریا کو لمبی تگ ودو کے بعد آخرکار یو این اسمبلی کا رُکن بننا اور اپنی جگہ سنبھالنا تھی۔ مصیبت یہ تھی کہ الجیریا کا وفد ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ چوہدری ظفراللہ خاں نے اپنے دستور کے مطابق صدارتی ہتھوڑا میز پر مار ااور اجلاس کی کارروائی شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔ اتنے میں اسمبلی کا چیف آف پروٹوکول الجیریا کے وفد کے ساتھ ہانپتا کانپتا ہال میں داخل ہوا۔''

''سلامتی کونسل میں کشمیر کا سوال اٹھایا گیا تو انڈیا کے نمائندہ مسٹر کرشنا مینن نے اپنے مخصوص انداز میں پانچ گھنٹے تک تقریر کی اور حسب معمول ادھر ادھر کی ہانکتے رہے کہ ''پاکستان میں بنیادی جمہوریت رائج ہے مگر ہمارے ہاں جمہوریت بنیادی ہے''۔ وغیرہ قسم کی باتیں۔ کشمیر کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ جموں اور کشمیر انڈیا کا حصہ بن چکا ہے کیونکہ مہاراجہ کے الحاق کر لینے کے بعد ریاست میں کئی بار انتخابات ہو چکے ہیں اور اس بات کی تصدیق کی جا چکی ہے اس لئے پاکستان کے موقف میں کوئی جان نہیں ہے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ انڈیا نے یو این سی آئی پی (یعنی یونائیٹڈ نیشنز کمیشن فار انڈیا اینڈ پاکستان) کے ریزولیوشنز کے خلاف موقف اختیار کیا۔ ظفراللہ خاں نے نہ صرف اس سے (کرشنا مینن) سے ایک گھنٹہ زیادہ تقریر کی بلکہ قانونی لحاظ سے انڈیا کے موقف کے پرخچے اڑا کر رکھ دئے۔''

''1947ء سے 1952ء کے دَور میں وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خاں نے فلسطین کے قضیہ کے علاوہ ایریٹیریا سے لے کر الجیریا تک مسلمانوں کے مسائل کو بڑی خوبی سے یو این او میں پیش کیا تھا اس کی وجہ سے پاکستان کی شہرت عربوں کے موقف کے سب سے بڑے اور سب سے زبردست حامی کی تھی۔''

پیشگوئی دربارہ محمدی بیگم صاحبہ

مخالفین خوب شور مچاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی دربارہ محمدی بیگم صاحبہ پوری نہیں ہوئی حالانکہ اپنی جزئیات کے لحاظ سے پوری ہونے والی یہ پیشگوئی ایک حیرت انگیز اور ایمان افروز نشان ہے۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27اگست 2010ء میں مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں محمدی بیگم صاحبہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا ایمان افروز تذکرہ کیا گیا ہے۔

حضور علیہ السلام کے حقیقی چچا مرزا غلام محی الدین صاحب کی نواسی محمدی بیگم صاحبہ کی ولادت 1871ء میں ہوئی۔ ان کی والدہ کا نام عمر النساء تھا جن کی شادی مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیار پوری کے ساتھ ہوئی تھی جن کے والد مرزا گاماں بیگ صاحب پٹی ضلع قصور سے نقل مکانی کر کے ایمہ ضلع ہوشیار پور میں آباد ہو گئے تھے۔ حضورؑ کے برادرِ اکبر حضرت مرزا غلام قادر صاحب کی اہلیہ حرمت بی بی صاحبہ (المعروف 'تائی') محمدی بیگم صاحبہ کی خالہ تھیں۔

محمدی بیگم صاحبہ کا نکاح اُن کے والد نے اپنے ایک عزیز جناب مرزا سلطان محمد بیگ صاحب کے ساتھ 7/اپریل 1892ء کو کر دیا۔ آپ کے ہاں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ محترم مرزا سلطان محمد صاحب 1949ء میں اور محترمہ محمدی بیگم صاحبہ نے بعمر 95 سال 1966ء میں وفات پائی۔ دونوں لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں آسودۂ خاک ہیں۔

پیشگوئی دربارہ محمدی بیگم صاحبہ کے اصل مخاطب اُن کے والد مرزا احمد بیگ تھے جن کو ایک دنیاوی ضرورت حضور کے پاس کھینچ لائی۔ اس ضرورت کے سلسلہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ان کی بیٹی محمدی بیگم صاحبہ کا رشتہ مانگنے کی ہدایت جاری فرمائی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں: ''ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدّت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبۂ قدرت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کر لیں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے جو نزدیک چلی آتی ہیں لیکن اگر وہ ردّ کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے''۔

جس خط میں حضور نے حصول رشتہ کی تحریک فرمائی تھی اس کے متعلق تحریر فرمایا کہ: ''وہ خط محض ربّانی اشارہ سے لکھا گیا تھا''۔

''آئینہ کمالات اسلام'' میں مرزا احمد بیگ کے متعلق ایک الہام یوں درج ہے کہ اگر آپ یہ رشتہ نہیں دیتے اور کہیں اَور کر دیں تو نکاح کے بعد تین سال کے اندر ہلاکت کو پہنچو گے۔ اسی طرح جس سے نکاح کردو گے وہ اڑھائی سال کے اندر فوت ہو جائے گا اور یُوں محمدی بیگم صاحبہ بیوہ ہو کر میرے عقد میں آئیں گی۔

اس وعیدی انتباہ میں واضح طور پر یہ اشارہ تھا کہ جو خدا خوفی سے توبہ کرے وہ بچ کر مثبت رنگ میں اللہ کی رحمت و برکت کا وارث ہوگا۔ چنانچہ بیٹی کا نکاح دوسری جگہ کر دینے کے صرف 176 دن بعد 30 ستمبر 1892ء کو مرزا احمد بیگ انتقال کر کے پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر گئے۔ محمدی بیگم صاحبہ کے بڑے فرزند محترم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اس پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہو گئے اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا جس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے کہ اکثر نے احمدیت قبول کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غفور و رحیم کے ماتحت قہر کو رحم میں بدل دیا''۔

محترم جناب مرزا سلطان محمد بیگ صاحب نے ہمیشہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب جیسے مخالف لیڈروں کی طرف سے لاکھوں روپے کے لالچ اور دھمکیوں کو ہمیشہ ٹھکرا دیا۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ: ''جو عقیدت مجھ کو اُن سے ہے وہ آپ میں سے کئی احمدیوں کو بھی نہیں ہے''۔

محترم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے والدین حضرت مسیح موعودؑ کا ہمیشہ نہایت پاک ذکر کیا کرتے تھے۔ مجھ پر جب بعض خوابوں کے ذریعہ احمدیت کی سچائی روشن ہو گئی تو والدین کی باقاعدہ اجازت سے قادیان جا کر بیعت کی بلکہ اجازت کے ساتھ والد صاحب نے تاکید کرتے ہوئے کہا کہ بیعت کے بعد ''کوئی لغزش نہیں آنی چاہئے''۔ اور جب بیعت کر کے آئے تو دونوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

ایک دفعہ ایک احمدی عزیز محترم مرزا احمد بیگ صاحب نے محترمہ محمدی بیگم صاحبہ سے کہا کہ ''بہن جی تُسیں احمدی ہو جاؤ!'' اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ''احمد بیگ توں اکلا احمدی نہیں۔ میں وی احمدی آں۔ میں وی احمدی آں۔ میں وی احمدی آں''۔ اور یہ ''ایمانی کیفیت'' کوئی نئی بات نہیں تھی۔ دونوں میاں بیوی کی طرف سے کبھی کوئی مخالفانہ حرکت نہیں ہوئی۔

جنگ عظیم اوّل میں جناب مرزا سلطان محمد بیگ صاحب سرکاری ڈیوٹی پر فرانس میں تعینات تھے۔ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ: ''فرانس میں ان کو (مرزا سلطان محمد صاحب کو) گولی لگنے کی اطلاع مجھے ملی تو میں سخت پریشان ہوئی اور میرا دل گھبرا گیا۔ اسی تشویش میں مجھے رات کے وقت مرزا صاحب رؤیا میں نظر آئے۔ ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ لے محمدی بیگم یہ دودھ پی لے اور تیرے سر کی چادر سلامت ہے تو فکر نہ کر۔ اس سے مجھے اپنے خاوند کی خیریت کے متعلق اطمینان ہو گیا''۔

محترم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب نے بتایا کہ میں نے والدِ محترم سے پوچھا کہ آپ قادیان بھی گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملے بھی تو اتنے اچھے خیالات رکھنے کے باوجود بیعت کیوں نہیں کی؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم قادیان گئے۔ میرا اور تمہاری والدہ کا کھانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور آپا مریم یعنی حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ کے گھر میں تھا۔ میں متوقع تھا کہ کھانے کے بعد مجھے حضورؓ دعوت احمدیت دیں گے مگر ایسا نہیں ہوا اس لئے عمومی ملاقات اور کھانے وغیرہ کے بعد ہم واپس آ گئے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 16, 2014 – May 22, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 16, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:30	MTA Conference 2014: Recorded on April 13, 2014.
01:55	Japanese Service
02:55	Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 30, 1997.
04:15	Hijrat: An Urdu discussion highlighting some of the problems faced by immigrants in the West .
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 112.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Huzoor's Tour Of West Africa: Recorded on March 14, 2004.
07:50	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Seerat-un-Nabi
13:55	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:05	Yassarnal Quran
14:30	Shottor Shondhane
15:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:25	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday May 17, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:10	Huzoor's Tour Of West Africa
02:10	Friday Sermon: Recorded on May 9, 2014.
03:15	Rah-e-Huda
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 113.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Ansarullah Ijtema UK: Recorded October 7, 2012.
08:30	International Jama'at News
09:00	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Shotter Shondane
15:05	Kuch Yaadain Kuch Baatain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Ansarullah Ijtema UK [R]
19:35	Faith Matters
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda
22:40	Story Time
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday May 18, 2014

00:15	World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Ansarullah Ijtema UK
02:45	Story Time
03:05	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2014.
04:15	Kuch Yaadain Kuch Baatain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 114.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna: Recorded on October 7, 2013.
07:55	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on November 5, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on May 24, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2014.
14:05	Shotter Shondhane
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
16:00	Live Press Point
17:05	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts. Presented in English and Urdu.
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
19:30	From Democracy To Extremism
20:35	Roots To Branches
21:00	Press Point
22:05	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday May 19, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50	Yassarnal Quran
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna
02:05	Roots To Branches
02:30	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2014.
03:45	Real Talk
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 115.
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:10	Al-Tarteel
07:05	Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa in 2004, including Huzoor's visit to Ghana.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on April 6, 1998.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on February 28, 2014.
11:00	Malayalam Service
12:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:10	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 8, 2008.
14:00	Shotter Shondane
15:05	Malayalam Service
15:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:15	World News
18:35	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:30	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30	Rah-e-Huda
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Malayalam Service
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday May 20, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:30	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Tour Of West Africa
02:30	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
03:00	Friday Sermon: Recorded on August 8, 2008.
04:00	Malayalam Service
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 116.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna: Recorded on October 7, 2013.
08:00	Waqt-e-Masiha
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 5, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 16, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Shotter Shondhane
15:00	Spanish Service
15:30	Waqt-e-Masiha
16:00	Press Point
17:10	Noor-e-Mustafwi
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
19:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 16, 2014.
20:20	Guftugu
21:00	Press Point
22:05	Life Of Hazrat Abu Bakr[ra]
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 21, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna
02:00	Guftugu
02:35	Noor-e-Mustafwi
03:00	Press Point
04:10	Australian Service
04:30	Waqt-e-Masiha
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 117.
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15	Al-Tarteel
06:45	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 9, 2012.
08:10	Real Talk
09:00	Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:05	Tilawat & Dars
12:45	Al-Tarteel
13:15	Friday Sermon: Recorded on August 8, 2008.
14:00	Shotter Shondane
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:40	Kids Time
16:30	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:45	Real Talk
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:10	Kids Time
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday May 22, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Address
03:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 118.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
06:50	Huzoor's Reception In Singapore 2013: Recorded on September 26, 2013.
07:40	Life Of Hazrat Usman[ra]
08:20	From Democracy To Extremism
09:20	Tarjamatul Quran Class: Recorded on May 6, 1997.
10:25	Indonesian Service
11:25	Pushto Muzakarah
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2014.
15:10	Hijrat: An Urdu discussion highlighting some of the problems faced by immigrants in the West.
15:45	Maseer-e-Shahindgan: A series of Persian programmes.
16:25	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Huzoor's Reception In Singapore 2013 [R]
19:25	Faith Matters
20:30	Life Of Hazrat Usman[ra]
21:10	Tarjamatul Quran Class [R]
22:20	Hijrat
22:50	Beacon Of Truth

***Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)*.**

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 09 May, 2014 | Issue No. 19

جماعت احمدیہ گیمبیا کے 38ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

سید سعید الحسن شاہ۔ نائب امیر و مبلغ انچارج دی گیمبیا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ گیمبیا کو امسال مورخہ 11 تا 13 اپریل 2014ء کو اپنا 38 واں جلسہ سالانہ مسرور سکول کے احاطے میں بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری

جلسہ کی تیاری حسب روایت کئی ماہ پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی انتظامی امور میں بہتری نظر آئی۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کے لئے دعوت نامے بڑے وسیع پیمانہ پر بذریعہ اخبارات ریڈیو اور ٹی وی اور پرکئی دن پہلے سے انگریزی، عربی اور مقامی زبانوں میں مشتہر ہو رہے تھے۔ نیز دارالحکومت اور ملک کے مختلف حصوں میں جلسہ سالانہ کے عربی اور انگریزی پوسٹرز آویزاں کئے گئے تھے۔ جماعت کی ایک ٹیم نے بھی ملک کی اہم شخصیات سے رابطے کئے اور جلسے پر مدعو کیا۔

لجنہ کے ایک وفد نے ملک کی وائس پریذیڈنٹ محترمہ ڈاکٹر عائشہ نجائی سیڈی سے ملاقات کی جس میں انہوں نے جماعت کا تعارف کرایا اور انہیں جلسہ پر مدعو کیا جو انہوں نے قبول کرلی۔

اس دفعہ جلسہ کا مرکزی خیال یا تھیم "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امن کا پیغامبر" تھا۔

جلسہ سالانہ کا پروگرام

اللہ کے فضل سے جلسہ کے تینوں دن نماز تہجد با جماعت کا اہتمام ہوتا رہا اسی طرح درس القرآن و درس الحدیث کا بھی التزام رہا۔

جمعۃ المبارک کا انتظام جلسہ گاہ میں ہی کیا گیا تھا تاکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دور دراز علاقوں سے آنے والے احمدی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار سے بہرہ مند ہوں اور غیر احمدی احباب بھی امام وقت کا دیدار کر سکیں۔ الحمد للہ بہت بڑی تعداد میں احباب نے براہ راست خطبہ جمعہ سنا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد جمعہ ادا کیا گیا۔

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد پہلے سیشن کا آغاز ہوا جس میں مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے مومن کی خصوصیت سے متعلق بات کی کہ مومن کا مطمع نظر خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ گیمبیا جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

بعد ازاں مندرجہ ذیل مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا: گورنر Honourable Salif PouyaLRR، پیراماؤنٹ چیف Alh Demba Sanyang، نومبایعین کے نمائندے مکرم Hassum Ceesay of Mamut Fana، چیف آف کیانگ ایریا Demba Sanyang، مکرم Alh Mamdou Njie مسرور سکول کے علاقے کے الکالی اور مختلف علاقوں کے الکالی شامل ہیں۔ اکثریت نے تعلیم اور صحت کے ساتھ ساتھ دین سکھانے کے سلسلہ میں جماعت کے کردار کو اجاگر کیا اور کہا کہ احمدیت نے پورے ملک کو دین سکھایا ہے اس لئے جماعت کی ان خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

ایک نومبایعین کے نمائندہ نے کہا کہ آج نماز جمعہ میں تلاوت قرآن، اور خطبہ جمعہ میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر نے ثابت کیا کہ اصل راستہ احمدیت کا راستہ ہے اور الحمد للہ وہ خوش ہیں کہ انہوں نے اس راستہ کو اختیار کیا۔

احباب جماعت جلسہ کے دوران ہمہ تن گوش ہیں

اس سیشن میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء و طالبات میں میڈلز، تعلیمی سرٹیفکیٹ، قرآن کریم اور نقد رقم بطور انعام دیئے گئے۔

جلسہ کے دوسرے دن تربیتی موضوعات پر مندرجہ ذیل احباب نے تقاریر کیں: "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانی حقوق کے محافظ" از سید سعید الحسن شاہ (نائب امیر و مبلغ انچارج)۔ "اسلام امن کا حقیقی راستہ" از Mr Kemo Soko سابق صدر خدام الاحمدیہ۔ "حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی" از مکرم استاد Ebrahim Bah۔ "Khilafat Unifying Force خلافت قوت متحدہ" از مکرم Fabakary Kalleh۔

دوسرے دن لجنہ کا علیحدہ پروگرام ہوا جن میں مندرجہ ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ، خواتین کی مالی قربانیاں، اسلام اور اطاعت، جنت زمین پر۔

ہفتے کی رات جلسے کا آخری سیشن ہوا۔ جس میں مکرم امیر صاحب نے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور افراد جماعت کو جلسہ کے دوران جو باتیں انہوں نے سیکھی ہیں ذہن نشین کرنے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ نیز خلافت سے وابستگی کی طرف بھی توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ کا اختتام ہوا۔

جلسہ سالانہ پر نمائش

جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک نمائش بھی لگائی گئی۔ امسال لارڈ ایوبری لائبریری میں نمائش لگائی گئی (لارڈ ایوبری برطانیہ کی مشہور شخصیت ہیں جو انسانی حقوق کے حوالے سے جانی پہچانی جاتی ہیں مکرم لارڈ ایوبری حضور ایدہ اللہ کے دست مبارک سے پیس ایوارڈ لے چکے ہیں انہی کے نام پر مسرور سکول میں سائنسی کتب پر مشتمل لائبریری موجود ہے۔) اس نمائش میں جماعت سے متعلق معلومات دی گئیں۔ نیز قرآن کریم اور کتب سلسلہ بھی نمائش میں دکھائی گئیں۔

میڈیا کوریج

جلسہ سالانہ کو میڈیا نے غیر معمولی کوریج دی دوریڈیو سٹیشنز نے جلسہ کی کارروائی براہ راست لائیو نشر کی نیشنل ٹی وی اور ریڈیو نے جلسہ کی خبر پہلی اہم خبر کے طور پر دکھایا اور سنایا۔ اسی طرح چھ مقامی زبانوں میں جلسے کی کارروائی کی خبر نشر ہوئی۔ دیگر پرائیویٹ ریڈیو سٹیشنز نے بھی جلسہ کی خبر نشر کی۔ نیشنل اخبارات نے جلسہ کی باتصویر خبریں شائع کے۔ بعض نے سرورق پر جلسہ کی تصاویر کو شائع کیا۔

مہمانوں کے احساسات و تاثرات

☆......ایک غیر احمدی خاتون جب جلسہ سے واپس جارہی تھی تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

☆......ایک غیر از جماعت صاحب جلسہ میں شرکت کے بعد کہنے لگے: اگر احمدی مسلمان نہیں ہیں تو بتاؤ کون مسلمان ہے؟ ☆......ایک آفیسر کہنے لگے کہ جلسے میں جانے سے پہلے کے تاثرات اور اب کے سو فیصد مختلف ہیں۔

☆......ایک اور غیر احمدی کہنے لگے کہ یہ جلسہ دوسرے لوگوں سے مختلف ہے کیونکہ یہاں عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ اپنے پروگرام کر رہے ہیں۔ اور پردے کی وجہ سے اکٹھے ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ کہنے لگے جب سے وہ جلسے میں آئے ہیں یہ نوٹ کر رہے ہیں کہ عورتیں کہیں بھی مردوں سے مکس نہیں ہو رہیں۔ اور گیمبیا کے ماحول کے لحاظ سے یہ غیر معمولی بات ہے۔

بہت سارے نومبائعین کے تاثرات ناقابل بیان تھے انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جلسہ اٹینڈ کر کے ہی انہیں صحیح رنگ میں معلوم ہوا ہے کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے کیونکہ آپ لوگوں کے قول و فعل میں تضاد نہیں۔

محترم امیر صاحب، مبلغین سلسلہ و دیگر ایک اجلاس میں

جلسہ میں شریک احباب و حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں مختلف ممالک کی نمائندگی ہوئی۔ نیز اندرون ملک سے بھی اہم شخصیات شامل ہوئیں۔ امیر صاحب سینیگال مع وفد، مشنری انچارج گنی بساؤ، مختلف علاقوں کے سربراہ، ڈسٹرکٹ چیف، گاؤں کے سربراہ جو الکالی کہلاتے ہیں، مختلف علاقوں کے امام نیز سرکاری افسران وغیرہ۔

اللہ کے فضل سے اس دفعہ جلسہ کی حاضری نئی جگہ ہونے کے باوجود غیر معمولی تھی اور سات ہزار پانچ صد سے زائد احمدی و غیر احمدی مرد و زن نے جلسہ میں شریک ہوئے۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد پیاسی روحوں کو احمدیت کی آغوش میں لائے اور ہمارے جلسوں کی تعداد ہزاروں کی بجائے لاکھوں میں پہنچ جائے۔

☆......☆......☆......☆